بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الرحمن O علم القرآن O خلق الانسان O علمه البیان O

رحمٰن نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان سکھایا

تین طلاق سے رجوع کا خوشگوار حل

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا مسلک برحق

قرآن کریم کی آیات اور احادیث صحیحہ کے عین مطابق متفقہ حل

دنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت   ہو جس کی نگاہ زلزلۂ عالمِ افکار
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق   جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

ایک ساتھ تین طلاق حضرت عمرؓ کے مطابق واقع ہونے اور حضرت علیؓ کے مطابق واقع نہ ہونے کا موٴقف قرآن کریم کی آیات کے عین مطابق 100% درست ہے اور ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا متفقہ مسلک بھی 100% درست ہے، اہل تشیع اور اہل حدیث کا مسلک بھی درست ہے لیکن افسوس کہ معاملے کو حقائق کی روشنی میں دیکھنے کے بجائے بعض فقہاء نے بلا وجہ حلالے کی لعنت سے اُمت کا بیڑہ غرق کردیا ہے، رسول اللہ ﷺ شکایت فرمائیں گے کہ "اے میرے ربّ میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا"۔ (القرآن)

مصنف: سید عتیق الرحمٰن گیلانی

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ مسئلہ تین طلاق پر قرآن کے مطابق متحد اور متفق تھے جس طرح ’’آدھا گلاس پانی ہے‘‘ اور ’’آدھا

گلاس پانی نہیں ہے‘‘ دونوں باتیں بالکل 100 فیصد ہی ٹھیک ہیں۔

حضرت عمرؓ کا فیصلہ درست تھا کہ باہمی صلح کے بغیر تین طلاق کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا۔ حضرت علیؓ کا فتویٰ بھی درست تھا کہ تین طلاق کے بعد باہمی صلح سے رجوع ہوسکتا ہے۔ حضرت عمرؓ مسند افتاء سے فتویٰ نہیں دیتے تھے بلکہ مسند اقتدار سے فیصلہ کرتے تھے۔ فیصلے کا تعلق باہمی تنازعہ سے ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ نے فتویٰ سے شرعی حکم واضح کیا۔ اصحابِ رسول ﷺ کا بہت بڑا کمال تھا کہ قرآن کے دائرے میں فیصلے اور فتوے پر متحد و متفق ہوئے۔

www.zarbehaq.com
رابطہ: مدرسہ محمدیہ، جیلن روڈ، گذدرآباد، رنچھوڑلائن کراچی 03222707606 , 03002690704 , 03160109818 , 02134520015-9

انتساب کتاب لاجواب بالصدق والصواب

حضرت عمر فاروق اعظمؓ اور قاضی القضاۃ شیخ الاسلام حضرت علیؓ کے نام اور مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ وامام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ کے نام۔

درس نظامی، اصول فقہ اور ''نورالانوار'' کے مصنف حضرت مُلا جیون کے نام اور جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے اُستاذ الاساتذہ شیخ التفسیر حضرت مولانا بدیع الزمان نوراللہ مرقدہ اور حضرت ابن قیمؒ کے نام۔

علماء حق نے ہر دور میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ دونوں ہستیوں کو برحق اور صراط مستقیم کیلئے مشعل راہ سمجھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو نبی ﷺ نے قرآن کی تفسیر سمجھنے کی دعا دی۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قرآن کریم کو ڈھیر ساری احادیث کے مقابلے میں اولیت دی، درس نظامی کی تعلیمات میں پہلی ترجیح قرآن کریم، دوسری حدیث، تیسری اجماع اور چوتھی قیاس ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے خلوص کیساتھ ''زادالمعاد'' لکھ دی، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے قرآن سے دوری کو اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے مسلکوں کی وکالت کو زندگی کا ضیاع قرار دیا۔ ان سب ہستیوں کا موجودہ کتاب ''تین طلاق کا خوشگوار حل'' تک پہنچنے میں بڑا اہم کردار رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تین طلاق پر علماء و مفتیان سے حقائق کی روشنی میں ایک دستاویزی استفسار

پاکستان کے اکثر مدارس اور عوام الناس کا تعلق امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ کے فقہی مسلک حنفی سے ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی نے کہا کہ "مسلک حنفی میں صرف 15% مسائل امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق ہیں، باقی 85% مسائل کا تعلق آپکے شاگردوں سے ہے جو امام ابوحنیفہؒ کی رائے کے خلاف ہیں۔ فقہی اختلاف رہیگا، امام مہدی صاحب آکر ان مسائل کو حل کرینگے کیونکہ ان کی کوئی مخالفت نہیں کرتا ہوگا جبکہ ہمارے لئے جو مشکلات ہیں وہ ان کیلئے نہیں ہونگی۔ ہم یہ فیصلہ نہیں کرسکتے کہ کس کی بات کو صحیح کہیں اور کس کی بات کو غلط۔ مگر ان کا قول حق ہوگا اور جو ان کے خلاف ہوگا، وہ باطل ہوگا"۔ (مفتی اعظم پاکستان کا انٹرویو)

امام ابوحنیفہؒ نے جیل میں جانا پسند کیا مگر حکومتی منصب نہیں لیا، آپکے شاگرد شیخ الاسلام ابویوسف قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے منصب پر فائز تھے مگر حاکمِ وقت نے امام ابوحنیفہؒ کو قید خانے میں زہر کھلا کر شہید کر دیا تھا۔

نسبت علم ہے بہت حاکمِ وقت کو عزیز   اس نے تو کارِ جہل بھی بے علما نہیں کیا
جس کو بھی شیخ و شاہ نے حکمِ خدا دیا قرار   ہم نے وہ کام نہیں کیا ہاں بخدا نہیں کیا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں؛ علماء کرام و مفتیان عظام کہ تین طلاق پر یہ تحریر قرآن وسنت کیمطابق ہے؟، اس تحقیق کے اندر جمہور کے سامنے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی بہت بڑی قد آور شخصیت کی ایک جھلک دیکھ لیجئے۔

ہمارا شیوہ ہے اندھیرے میں جلاتے ہیں چراغ   ان کی ضد ہے کہ امت میں یونہی رات رہے

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ نے فرمایا تھا کہ "مدارس عرصہ سے بانجھ ہیں، کوئی شخصیت پیدا نہیں ہورہی ہے" مگر جامعہ بنوری ٹاؤن وغیرہ میں تعلیم حاصل کرنیوالے سید عتیق الرحمٰن گیلانی نے مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ، امام غزالیؒ، امام رازیؒ، علامہ زمخشریؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام جعفر صادقؒ، حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ، صحابہؓ واہل بیتؓ، محدثینؒ، فقہاءؒ، علماء کرامؒ، اولیاء عظامؒ اور سلسلہ حق کے مشن کو جس شائستگی سے پیش کیا۔ اس مذہب بیزار دور اور نام نہاد اسکالروں کی بھرمار میں یہ بہت بڑا اعجاز ہے۔ حاجی عثمانؒ وقت کے مجدد تھے اور عتیق گیلانی کا کردار ان علماء حق کا ہے جنہوں نے مختلف ادوار میں دین میں غلو کرنیوالے مذہبی طبقات اور دین کو باطل قرار دینے والے منکر طبقات سے قدرت الٰہی کی جانب سے دین کی حفاظت کا سامان کیا۔ خیر اندیش محمد اجمل ملک

ایک خاتون مقدس ماں بھی ہوتی ہے، بیٹی، بہن، بیوی، بھانجی، بھتیجی، خالہ، پھوپھی، بہو، ساس اور ہر محترم رشتہ قابل عزت اور انتہائی مقدس ہوتا ہے

قرآن وسنت کے پروانو! انسانیت کے مہربانو! اور اسلام وشریعت کے دیوانو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مذہب کے ساتھ والہانہ عقیدت انسانی فطرت میں شامل ہے۔ ہندو اپنے پیاروں کی لاشوں کو جلا کر راکھ کردیتے ہیں اور پھر اس کو دریا میں بہادیتے ہیں۔ پارسی اپنے پیاروں کی میت پر چھرے سے کٹ لگا دیتے ہیں اور دہی وغیرہ مل کر چیلوں اور کوؤں کے کھانے کیلئے درختوں پر لٹکا دیتے ہیں۔ مشرکین مکہ خانہ کعبہ کا برہنہ طواف ایک مقدس فریضہ سمجھتے تھے۔

مسلمانوں میں یہ غیرت ہے کہ بیویوں کو معمولی بدچلنی کا شک گزرنے پر جان سے ماردیتے ہیں لیکن جو شخص اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاق دیتا ہے اور پھر اس پر پچھتاتا ہے تو وہ قرآن وسنت کا حکم سمجھ کر حلالہ کی لعنت پر مجبور ہوتا ہے۔ جس خاتون کا حلالہ کروایا جاتا ہے یہ کسی کی بیوی، کسی کی ماں، بہن، بیٹی، بہو، بھانجی، بھتیجی، ساس اور کسی کی پھوپھی خالہ وغیرہ ہوتی ہے۔ اپنے سینے پر ٹھنڈے دل سے ہاتھ رکھ کر سوچ سمجھ کر بتایئے کہ اگر یہ بدقسمتی کا فعل اس کی ماں، بیوی، بہن کیساتھ ہو......تو اسکے دل، دماغ اور روح پر کیا قیامت گزرے گی؟۔ ہندو اور پارسی اپنے پیاروں کی میتوں سے جو سلوک کرتے ہیں وہ ان کا مذہبی ماحول ہے، اگر وہ اسلام قبول کرلیں اور اپنے پیاروں کی میتوں کو عزت وتوقیر کیساتھ نہلا دھلا کر قبر میں دفن کردیں تو وہ کتنے سکون کا سانس لیں گے؟۔ مسلمانوں کے ہاں حلالے کے نام پر ایک باعزت خاتون کو جس طرح سے اپنی ہوس کا نشانہ بنانے والے تسلسل کیساتھ ڈھیٹ اور بے غیرت بنے ہوئے ہیں اگر غیرتمند مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ یہ سب کچھ قرآن و سنت اور اسلام وشریعت کا تقاضہ نہیں بلکہ مسلمانوں نے جن علماء ومشائخ کو اپنے ارباب کا درجہ دیا ہے یہ ان کی کارستانی ہے تو مسلم اُمہ کو نہ صرف ان سے نجات ملے گی بلکہ پستی وگراوٹ کے شکار مسلمان قرآن کی طرف متوجہ ہوکر ترقی وعروج کی منزل پالیں گے۔ پھر وہ ہر چیز قرآن وسنت سے معلوم کرنے کے عادی بن کر اپنے اپنے باطل فرقوں سے نجات پالیں گے۔

لا تغلو فی دینکم ''اپنے دین میں غلومت کرو''۔ فقہاء نے لکھا کہ پچکاری کے ذریعے معدے تک پانی پہنچے تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔ پھر یہ اضافہ کیا کہ لیٹرین کرتے وقت پھول نکلتا ہے جو دھوئے اور سکھائے بغیر اندر گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔ مولانا الیاس قادری کے مرید مفتی نے کہا کہ ''استنجاء کرتے وقت زور سے سانس لینے اور کھل کر بیٹھنے سے روزہ ٹوٹے گا''۔ کہاں قرآن میں روزے کیلئے کھانے پینے اور مباشرت کی ممانعت اور کہاں نیچے کے ذریعے معدے تک پانی پہنچنے کا مسئلہ؟ اور یہی دین میں غلو ہے۔ 1: تھرمامیٹر کی نلی خالی ہو، 2: تھرمامیٹر میں پارہ ہو، 3: انسان کے جسم میں بخار ہو۔ تینوں شرائط کی موجودگی میں نیچے سے اوپر کی طرف پارہ چڑھتا ہے۔ انسانی آنت کوئی تھرمامیٹر نہیں اور نہ ہی کوئی ایک شرط پائی جاتی ہے۔ جس طرح روزہ کے مسائل میں غلو سے کام لیا گیا ہے اسی طرح سے طلاق اور حلالہ کے حوالہ سے مسائل گھڑے گئے ہیں۔

07522
۹/۲۸

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۹۱۸۹۶

بسمہ وتعالیٰ و نحمدہ

17-6-2017 تاریخ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں
آج سے تین دن پہلے کی بات ہے کہ میں مزدوری کر کے تھکا ہارا اپنے گھر آیا تو میں

لگی تو کہنے لگی کہ میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے جاؤں گی تو میں نے غصہ میں کہہ دیا کہ ہاں لے جاؤ
جب وہ جانے لگی تو میری ماں اور بہن اس کو روکنے لگی تو وہ میری بہنوں سے کہنے لگی کہ
اپنے بھائی سے کہو کہ مجھے تین طلاق دے دے یہ بات سن کے مجھے بہت غصہ آیا میں نے
غصے میں آ کے کہہ دیا کہ زینب بنت خالد کو میں نے ایک طلاق دی زینب بنت خالد کو
میں نے دو طلاق دی زینب بنت خالد کو میں نے تین طلاق دی (جاری ہے)

اس کے بعد میں نے اس کے باپ خالد کو فون کر کے بلایا وہ آ کے اپنی بیٹی کو لے کے چلے گئے
اس کے بعد میرے سسر نے مجھے فون کر کے رجوع کرنے کا مشورہ دیا
اب آپ حضرات سے التماس ہے کہ میں اگر اس سے دوبارہ رجوع کرنا چاہوں تو مجھے
کیا کرنا پڑے گا برائے مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں
عنایت فرمائیں آپ حضرات کی بڑی مہربانی ہوگی

فقط والسلام

المستفتی
عبدالستار ~~بن عبدالجبار~~
کورنگی نمبر ۲ جمعہ گوٹھ
فون نمبر 03232543844

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں جب آپ نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے یہ کہا ''کہ زینب بنت خالد کو میں نے ایک طلاق دی، زینب بنت خالد کو میں نے دو طلاق دی، زینب بنت خالد کو میں نے تین طلاق دی'' تو اس سے آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی اب رجوع نہیں ہوسکتا اور بغیر حلالہ کے آپ دونوں کا آپس میں نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

البتہ اگر آپ کی طلاق کی عدت گزرنے کے بعد عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہوجائے اور نکاح کے بعد وہ دوسرا شوہر ہمبستری بھی کرے اور پھر وہ شخص اپنی مرضی سے طلاق دیدے یا اس شخص کا انتقال ہوجائے اور اس کے بعد عدت بھی گزر جائے تو اس وقت اگر آپ دونوں دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو باہمی رضامندی سے نئے مہر پر کم از کم دو گواہوں کی موجودگی میں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں ورنہ نکاح بھی ممکن نہیں ہے۔

لما جاء فی التنزیل:

(فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (البقرة:٢٣٠)

وفی الصحیح لمسلم:

عن عائشة رضی الله عنها قالت: جاء ت امرأة رفاعة إلى النبی ﷺ فقالت: كنت عند رفاعة فطلقنی فبت طلاقی فتزوجت عبدالرحمن بن الزبير، وإنما معه مثل هدبة الثوب، فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: أتريدين أن ترجعی إلى رفاعة، لا، حتى تذوقی عسيلته ويذوق عسيلتك..الخ.

(كتاب النكاح، لاتحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره: ١/٤٦٣، ط: قديمی كتب خانه، كراتشی---------------واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح	
احقر محمود اشرف غفراللہ	احقر محمد سلیم عفا اللہ عنہ
محمود اشرف عثمانی	محمد سلیم عفا اللہ عنہ
مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴	دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۳۸/۹/۲۵ھ	۳۸/۹/۲۵ھ
۱۷/۶/۲۱ء	۱۷/۶/۲۱ء

دارالافتاء فتویٰ نمبر ۹/۱۸۹۶ ۳۸/۹/۲۵

مفتی

دارالعلوم کراچی کا حلالہ کی لعنت کے حوالے سے غلط فتویٰ

فتویٰ نمبر 9/1896 07522/9/28 تاریخ 17-06-201 بسمہ تعالیٰ.....السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام...... یہ بات سن کر مجھے بہت غصہ آیا میں نے غصے میں آ کر کہہ دیا کہ زینب بنت خالد کو میں نے ایک طلاق دی، زینب بنت خالد کو میں نے دو طلاق دی، زینب بنت خالد کو میں نے تین طلاق دی۔ میرے سسر نے مجھے رجوع کا مشورہ دیا۔ میں اگر اس سے رجوع کرنا چاہوں تو مجھے کیا کرنا پڑیگا؟۔ اس مسئلہ کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام المستفتی عبدالستار، کورنگی نمبر 6، جمعہ گوٹھ، فون نمبر 0323-254384

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں جب آپ نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ ”زینب بنت خالد کو میں نے ایک طلاق دے دی، زینب بنت خالد کو میں نے دو طلاق دی، زینب بنت خالد کو میں نے تین طلاق دی“ تو اس سے آپ کی بیوی پر تینوں طلاق واقع ہو کر حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی، اب رجوع نہیں ہوسکتا اور بغیر حلالہ کے آپ دونوں کا آپس میں نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

البتہ اگر آپ کی طلاق عدت گزرنے کے بعد عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہوجائے اور نکاح کے بعد وہ دوسرا شخص ہمبستری بھی کرے اور پھر وہ شخص اپنی مرضی سے طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہوجائے اور اس کے بعد عدت بھی گزر جائے تو اس وقت اگر آپ دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو باہمی رضامندی سے نئے مہر پر کم از کم دو گواہوں کی موجودگی میں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں ورنہ نکاح بھی ممکن نہیں ہے۔

لما جاء في التنزيل: فا ان طلقها فلا تحل له من بعد حتىٰ تنكح زوجاً غيره (البقره230)

و فى الصحيح لمسلم : عن عائشة رضى الله عنها قالت جائت امرأة رفاعة الى النبى ﷺ فقالت: كنت عند رفاعة فطلقنى فبت طلاقى فتزوجت عبد الرحمن بن الزبير، و انما معه مثل هدبة الثوب، فتبسم رسول الله ﷺ و قال : اتريدين ان ترجعى الى رفاعة ، لا حتى تذوقى عسيلته و يذوق عسيلتک.... الخ (كتاب النكاح ، لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره: ۱/۴۶۳، ط : قديمى كتب خانه كراچى) ..... والله تعالىٰ اعلم بالصواب

احقر محمد سلیم عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

۳۸/۹/۲۵ھ بمطابق 21-06-2017

الجواب صحیح

محمود اشرف عثمانی مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

۳۸/۹/۲۵ھ بمطابق 21-06-2017

الجواب بالصدق و الصواب الرد علی الکذب و الکذاب

وعلیکم السلام: جناب عبدالستار! اللہ نے صلح کی شرط پر عدت میں رجوع کا بھرپور حق دیا ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت 228 میں فرمایا **و بعولتھن احق بردھن فی ذٰلک ان ارادو اصلاحاً** ''اور انکے شوہر ہی اس عدت میں ان (بیویوں) کولوٹانے کا صلح کی شرط پر حق رکھتے ہیں''۔ بیوی صلح پر راضی نہ ہو تو رجوع کا حق نہیں۔ رجوع کیلئے عورت کی رضا شرط ہے۔ **و ان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکماً من اھلہٖ و حکماً من اھلھا و ان یریدا اصلاحاً یوفق اللہ بینھما** ''اور اگر تمہیں خوف ہوان دونوں کے درمیان جدائی کا تو پھر ایک حکم شوہر کے خاندان سے اور ایک بیوی کے خاندان سے تشکیل دو، اگر دونوں کا ارادہ صلح کرنے کا ہو تو اللہ دونوں میں موافقت پیدا کردیگا''۔ (سورۂ نساء: آیت 35)۔ حضرت عمرؓ نے تنازعہ کی صورت میں ایک ساتھ تین طلاق واقع ہونے کا فیصلہ دیا۔ عورت صلح کیلئے راضی نہ ہو تو قرآن کا یہی فیصلہ ہے۔ حضرت علیؓ نے بھی قرآن کی وضاحت فرمائی کہ ایک ساتھ تین طلاق کے باوجود عدت میں صلح کی شرط پر رجوع ہوسکتا ہے۔

اگر بالفرض ڈھیر ساری احادیث، خلفاء راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، ائمہ مجتہدینؒ اور تمام فقہاء، علماء اور مفتیان متفق ہوتے کہ عدت میں صلح کے باوجود رجوع نہیں ہوسکتا تو یہ اجماع اور احادیث کا ذخیرہ قرآن کی واضح آیت کے مقابلے میں حیثیت نہ رکھتا، کیونکہ اسلام میں بالعموم اور حنفی مسلک میں بالخصوص قرآنی آیت کے مقابلے میں کسی چیز کی حیثیت نہیں۔ قرآن محفوظ ہے، قرآن مقدم ہے، قرآن فیصل ہے، قرآن واضح اور اسکی حیثیت سب پر بھاری ہے۔ قرآن میں کوئی متضاد حکم نہیں۔ **افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً** ''اور یہ قرآن پر تدبر کیوں نہیں کرتے؟ اگر یہ کسی غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سارا اختلاف وہ پاتے (سورۂ نساء: 82)''۔ اللہ نے عدت پر رجوع کی گنجائش کا بار بار حکم دیا اور باہمی صلح سے رجوع میں اختلاف کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ جہاں سورۂ بقرہ آیت 228 میں صلح کی شرط پر رجوع کی گنجائش ہے وہاں آیت 229 میں ایک طرف یہ بھرپور وضاحت ہے کہ آیت 228 میں عدت کے تین مراحل سے تین مرتبہ طلاق کا تعلق کیا ہے اور رجوع کی گنجائش کیسے ہے۔ **الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان** ''طلاق دو مرتبہ ہے اور پھر معروف طریقے سے رجوع یا احسان کیساتھ رخصتی ہے''۔ عبداللہ ابن عمرؓ نے معاملہ نہ سمجھا تو رسول ﷺ غضبناک ہوئے اور سمجھایا کہ ''پہلے طہر میں رکھ لو یہاں تک کہ حیض آئے، پھر دوسرے طہر میں رکھ لو یہاں تک کہ حیض آئے، پھر تیسرے طہر میں رجوع کرلو یا ہاتھ لگانے سے پہلے چھوڑ دو، یہ وہ عدت ہے جس میں اللہ نے اس طرح سے طلاق کا حکم دیا ہے''۔ (بخاری: کتاب التفسیر سورۂ طلاق، کتاب العدت، کتاب الاحکام، کتاب الطلاق)

باہمی رضا اور صلح ہی معروف رجوع ہے جس کی گنجائش عدت کی تکمیل تک رہتی ہے۔ سورۂ بقرہ آیت 231، 232 اور سورۂ طلاق میں عدت کی تکمیل کے حوالے سے رجوع کی گنجائش ہے۔ سورۂ بقرہ آیت 229 کا دوسرا حصہ رجوع نہیں بلکہ چھوڑنے کی صورت سے ہے جو سورۂ بقرہ آیت 230 کیلئے مقدمے کی حیثیت رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا

کہ قرآن میں تیسری طلاق کہاں ہے؟ فرمایا: او تسریح باحسان (تیسرے مرحلے میں رخصتی) تیسری طلاق ہے۔ اگر رخصت کرنے کا فیصلہ کیا تو پھر اللہ نے وضاحت فرمائی ہے کہ **و لا یحل لکم ان تأخذوا مما اتیتموھن شیئا الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ و ان خفتم ان لا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہٖ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا و من یتعد حدود اللہ فاؤلٰئک ھم الظٰلمون O** ''اور تمہارے لئے حلال نہیں کہ جو کچھ بھی ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس لو۔ مگر یہ کہ دونوں کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ سکیں گے اور اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ سکیں گے تو دونوں پر کوئی حرج نہیں عورت کی طرف سے فدیہ کرنے میں، یہ اللہ کے حدود ہیں ان سے تجاوز مت کرو، اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں''۔ (سورۂ بقرہ: آیت 229)۔ اسکے بعد اللہ نے فرمایا: **فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ**...... (آیت 230)۔

درس نظامی میں اُصول فقہ کی کتاب ''نورالانوار'' میں آیت 230 **فان طلقھا** کی وضاحت ہے کہ اس کا تعلق متصل ماقبل فدیہ کی صورت سے ہے۔ عربی قاعدے کے مطابق ف تعقیب بلامہلت کیلئے آتا ہے۔ دو مرتبہ طلاق کے بعد فدیہ کی صورت اس تیسری طلاق کیلئے ایک ضمنی چیز ہے۔ دونوں مل کر ہی ایک مستقل طلاق بنتے ہیں۔ علامہ ابن قیمؒ نے حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر نقل کی ہے کہ اس طلاق کا تعلق دو مرتبہ طلاق کے بعد فدیہ کی صورت سے ہے اور قرآنی حکم کو سیاق وسباق سے ہٹانا جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عباسؓ کو قرآن فہمی کی دعا دی تھی۔ (زادالمعاد: علامہ ابن قیمؒ)

دارالعلوم کراچی کے فتویٰ میں قرآنی آیت کا حوالہ سیاق وسباق سے ہٹا کر دیا گیا۔ حضرت رفاعہ القرظیؓ کے واقعہ کی جو حدیث نقل کی گئی ہے اس میں وضاحت ہے کہ ''رفاعہؓ نے طلاق دی اور پھر طلاق بتہ ہوگئی، پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیرؓ سے شادی کی، اسکے پاس کپڑے کے پلو کی طرح ہے تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ کیا آپ دوبارہ رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہو؟ نہیں یہاں تک کہ تو اس کا ذائقہ چکھے اور وہ تیرا ذائقہ چکھے''۔ جبکہ احادیث میں ہے کہ حضرت رفاعہؓ نے الگ الگ تین طلاقیں دی تھیں، اس کی بیوی نے نامرد سے شادی کرلی تھی لیکن فقہ میں درج شدہ شرائط کے مطابق کسی نامرد کے ذریعے سے حلالہ کا تصور نہیں ہوسکتا۔ دارالعلوم کراچی کے سارے نامرد ارباب اہتمام، ارباب فتویٰ، مدرسین اور علماء وطلباء باری باری کسی عورت سے شادی کرلیں تو بھی انکے ذریعے وہ عورت حلال نہیں ہوگی۔ مفتی تقی عثمانی مسکرائیں یا نہ مسکرائیں مگر مسکراتے نظر آئیں گے کیونکہ جن میں شادی کی صلاحیت نہ ہو وہ ایسے شکار سے باری باری لطف اندوز ہونگے۔ احادیث کے ذخیرے میں یہ خبر واحد ہے جو اس قابل نہیں کہ حنفی مسلک کے مطابق قرآن پر اسکے ذریعے سے کوئی اضافہ کیا جائے۔ فقہ کے 4 مشہور اماموں سے پہلے مدینہ کے 7 فقہاء میں سعید بن المسیبؒ اس حدیث کے قائل نہ تھے۔ احناف کے نزدیک حلالے کیلئے یہ حدیث قابل استدلال نہیں اسلئے کہ قرآن میں صرف نکاح کا ذکر ہے، جماع کا نہیں لیکن احناف کے نزدیک نکاح بذات خود جماع کے معنی میں ہے بھلے وہ زنا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر احناف کے فقہاء کی طرف سے نکاح کے معاملے میں غلو کی موٹی موٹی باتیں عوام کے سامنے لائی گئیں تو حرمت مصاہرت پر بڑے بڑے علماء ومفتیان منہ چھپاتے پھریں گے۔

علماء ومفتیان غریب عوام پر رحم کھائیں ورنہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے، سود کو جواز فراہم کرنے کے بجائے عزتوں کو بچائیں۔

احادیث کے ذخیرے میں کوئی بھی ایسی صحیح حدیث نہیں جس میں عدت کے دوران رجوع کی ممانعت ہو۔ البتہ صحیح حدیث کے واقعات پر جھوٹی روایات بنائی گئی ہیں جن کی محدثین کے نزدیک بھی کوئی حیثیت نہیں۔ قرآن وسنت میں طلاق ورجوع کے حوالے سے معروف کی وضاحت ہے اور فقہاء نے منکر صورتوں اور اختلافات سے اسلام کا روشن چہرہ مسخ کرکے رکھ دیا ہے۔ ایک دم تین طلاق کے حوالے سے حلالہ کی لعنت کا تصور قرآن وسنت کے منافی ہے البتہ جو لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے بڑے بیٹے قابیل کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے حلالے کیلئے انواع واقسام کے جو مسائل گھڑ لئے ہیں ان کا قرآن وسنت، خلفاء راشدینؓ اور ائمہ اربعہؒ سے کوئی تعلق نہیں۔ علماء حق نے ہمیشہ حق کی آواز بلند کی ہے، حلالہ کیلئے حیلے تراشنے والوں کا تعلق حیلے کی قبیل سے ہے۔ اسلام رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کے سبب ایک تسلسل کے ساتھ اجنبیت کا شکار ہوتے ہوتے موجودہ دور تک پہنچ گیا ہے، آج پڑھے لکھے لوگوں کا دور نہ ہوتا تو آج بھی میری آواز بالکل دبادی جاتی۔

مولانا مفتی محمودؒ پر مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ، محدث العصر مولانا سلیم اللہ خانؒ اور فقیہ العصر مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے کفر کے فتوے لگائے تھے۔ پھر وہ وقت آیا کہ مفتی اعظم پاکستان کا لقب مفتی محمودؒ کو مل گیا۔ مفتی تقی ورفیع عثمانی کی حیثیت انکے سامنے کچھ بھی نہ تھی لیکن جب جنرل ضیاء الحق نے بینکوں کی سُودی رقم سے زکوٰۃ کی کٹوتی کا فیصلہ کیا جس میں اصل مال باقی رہتا ہے اور سُود سے زکوٰۃ کی کٹوتی ہوتی ہے تو مفتی تقی ومفتی رفیع عثمانی نے ریاستی مرغے بن کر نابالغ ہونے کے باوجود آذان دینی شروع کی۔ مفتی محمودؒ اپنے علم کیساتھ جان کی بازی بھی ہار گئے۔ مولانا فضل الرحمٰن کہتا رہا کہ یہ زکوٰۃ نہیں شراب کی بوتل پر آب زم زم کا لیبل ہے مگر پھر اپنی جماعت کو بھی یہ شراب پلادی۔ سُودی بینکاری کا مسئلہ آیا تو مفتی تقی عثمانی کی ہمت بڑھ گئی، اپنے استاذ مولانا سلیم اللہ خان، جامعہ بنوری ٹاؤن، مولانا زرولی خان اور دنیا بھر سے تعلق رکھنے والے سب علماء کو مات دیدی۔ ایک وقت آیگا کہ سُودی نظام بھی اسلام کے نام پر ایسا عام ہوجائیگا جیسا کہ حلالہ کا رائج الوقت سکہ چل رہا ہے۔ لوگ شک کی بنیاد پر بیوی کو قتل کرتے ہیں لیکن حلالے کیلئے پیش کردیتے ہیں۔ علماء حق سے بھرپور اپیل ہے کہ عوام کی عزتوں کو تحفظ دینے کیلئے آگے آئیں، ورنہ وہ وقت پھر دور نہیں کہ تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

وحی جاری تھی تو سخت ترین طلاق ظہار کا فیصلہ مجادلہ سے ہوا۔ خلافت راشدہ میں وحی کا سلسلہ بند تھا تو بہترین حکومت و اپوزیشن وجود میں آئی۔ حضرت عمرؓ کا فیصلہ کہ ''صلح کے بغیر شوہر ایک ساتھ 3 طلاق کے بعد عدت میں رجوع نہیں کرسکتا''۔ اور حضرت علیؓ کا فتویٰ کہ ''باہمی صلح سے 3 طلاق کے بعد بھی عدت میں رجوع ہوسکتا ہے''۔ دونوں قرآن کے مطابق تھے۔

بخاری، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ میں حدیث ہے کہ اغلاق وغلاق کی صورت میں طلاق نہیں۔ جسکے معنیٰ غصہ، بے چینی، اضطراری کیفیت کے آتے ہیں۔ مولانا سلیم اللہ خانؒ لکھ دیا ہے کہ اس کا معنیٰ ایک ساتھ تین طلاق کے بھی ہیں، اسلئے کہ جو ایک ساتھ تین طلاق دیتا ہے تو یہ معاملہ مغلق کردیتا ہے۔ میرے استاذ ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر پرنسپل جامعہ بنوری ٹاؤن نے روزنامہ جنگ ''آپکے مسائل اور انکا حل'' میں ایک سائل کو کچھ عرصہ قبل یہی فتویٰ دیا تھا کہ ''غصہ میں طلاق نہیں ہوتی ہے''۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلاق عورت کی آزادی اور دوسرے شوہر سے شادی بڑا کارنامہ

انسان کی سمجھ میں بات نہیں آتی کہ اللہ نے طلاق کی فطری اجازت دی، آپس میں نہ بنتی ہو تو علیحدگی بالکل درست ہے مگر طلاق کے بعد شوہر کیلئے حلال نہ ہونے کا تصور کیوں رکھا؟۔ میاں بیوی ملنا چاہتے ہیں تو یہ الفاظ ہیں کہ "اس کیلئے حلال نہیں یہانتک کہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے"۔ (القرآن) دونوں ایکدوسرے کی لذت نہ چکھ لیں تو اس کیلئے حلال نہیں ہوسکتے۔ (بخاری)۔ حلال ہونے کیلئے دوسرے شوہر کا شہوت کیساتھ دخول ضروری ہے۔ (فقہ وفتویٰ کی کتابیں)

کتنے مسلمان تین طلاق کے بعد پشیمان ہوتے ہیں، کوئی حلالہ پر مجبور، کسی کا گھر اجڑتا ہے اور بچے خوار ہوجاتے ہیں۔ آخراللہ نے یہ حکم کیوں رکھا؟۔ اگر سیاق وسباق، حدود وقیود تک محدود اور ناقابلِ عمل رہتا، تب بھی اس کی ضرورت کیا تھی؟، کیا انسانوں کو آزمانا مراد تھا؟، جیسے یہود کو ہفتے کے دن مچھلی سے روکا؟، اور یہ حکم ہے جس سے نظام ہلے؟، غیر مسلم کیسے سمجھ سکتے ہیں؟۔ دنیا کے کسی مذہب، تہذیب وتمدن اور ملک کیلئے یہ غیر فطری عمل ہے تو اسلام کو کیسے فطری دین کہہ سکتے ہیں؟۔

ان سوالات کا زبردست جواب ہے کہ "کوئی دل پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ بیوی کو طلاق کے بعد اسکی مرضی سے جہاں چاہے اپنے بھائی، دوست، رشتہ دار، پڑوسی سے شادی کی اجازت دیتا ہے؟۔ اگر ہرگز نہیں دیتا تو کیا یہ قرآن کا کارنامہ نہیں؟"۔

اب تک سوال کا یہ جواب بھی دیا جاتا رہا ہے کہ بالفرض انسان 1، 2 گولی مارنے سے بچ سکتا ہو تو مصلحت میں 1 یا پھر زیادہ سے زیادہ 2 گولیاں ماری جائیں، اگر 3 گولیاں مارنے سے نہیں بچ سکتا تو مختلف ادوار میں 3 گولیاں ماری جائیں لیکن کوئی غصہ میں آتا ہے اور ایک ساتھ سائل کو تین گولیاں ماردیتا ہے۔ ایک پیٹ، دوسری سر اور تیسری دل میں۔ جس سے بچنے کی راہ نہیں تو قصور کس کا ہوا؟۔ اسی طرح ایک ساتھ تین طلاق دینے والے کا اپنا ہی قصور ہے، شریعت کو الزام نہ دے۔

کچھ جواب سے مطمئن ہیں کہ بات میں وزن ہے لیکن کچھ کہتے ہیں کہ 3 طلاق میں صلح کی گنجائش ہے۔ چنانچہ ایک ساتھ تین طلاق میں صلح کی گنجائش، غصے، نشے اور حیض کی حالت میں طلاق نہیں ہوتی وغیرہ کے حوالہ سے کتابوں میں مختلف شخصیتوں کے الگ الگ مسلکوں کا ذکر موجود ہے۔ مدینہ کے 7 معروف فقہاء میں حضرت سعید بن میتب کے نزدیک تین طلاق کے بعد نکاح کافی، مباشرت کی ضرورت نہیں۔ حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک ساتھ تین طلاقیں دیں جسکے بعد رجوع کا حکم ہوا، 20 سال تک جس مستند شخص سے سنا تھا، کوئی دوسرا مستند شخص نہ ملا، جو اسکی تردید کرتا مگر 20 سال بعد ایک زیادہ مستند شخص نے کہا کہ ایک طلاق دی تھی (صحیح مسلم)۔ امام ابوحنیفہؒ کے استاذ حضرت حمادؒ اکٹھی 3 طلاق واقع ہونے کے قائل نہ تھے۔ اہل تشیع، اہلحدیث اور علامہ ابن تیمیہؒ وابن قیمؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ کاش اختلاف سے پہلے قرآن کریم کی واضح آیات کی روشنی میں حقائق کی طرف دیکھا جائے تو اختلاف کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی۔

عورت کہے کہ جرم مرد کرے اور سزا بیوی کو ہو اور شیعہ کو یہ بے غیرتی لگے تو اس کا مولوی کے پاس درست جواب کیا ہے؟؟؟

مولوی برملا کہتا ہے کہ عورت لذت اٹھاتی ہے، نکاح ہوتا ہے گناہ نہیں، دوسرے شوہر کی قربت سے لذت آشنائی اچھی لگے تو باہمی رضا سے اس کو قائم رکھ سکتی ہے، اس میں عورت کا تو فائدہ ہی فائدہ ہے البتہ طلاق دینے والا شوہر اپنے کیئے کی سزا بھگت رہا ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس طلاق کے بعد پہلے شوہر سے راستہ روک لیا تھا اور ہمارے پیارے نبی ﷺ نے حلالہ کو لعنت قرار دیا تھا اور مولوی نے دوبارہ اپنے بچوں کے پاس جانے کا راستہ کھول کر احسان کیا ہے تو خواتین ضرور کہیں گی کہ اللہ، رسول ﷺ اور اسلام کے علاوہ علماء وفقہاء کو سلام عقیدت ہے، غیرت کے منافی سہی مگر پھر بھی بہتر حیلہ نکال دیا۔

اکثر خواتین اس منطق کو قبول نہیں کرتیں، وہ لمحے بھر کے اس نکاح کو اپنی غیرت، عزت اور عظمت کے منافی سمجھتی ہیں۔ شیعہ حلالہ کو بے غیرتی قرار دیتے ہیں مگر انکے ہاں عورت مرضی سے متعہ کرلے تو بے غیرتی نہیں، اسی طرح حلالہ کی لعنت پر کوئی عورت کو مجبور نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ نے حلالہ کی لعنت پر سزا دینے کا حکم جاری کیا اور متعہ کیخلاف بھی۔ حلالہ کی لعنت تو شاذ و نادر ہے لیکن متعہ کے جواز سے زنا کاری کے اڈے چل رہے ہیں۔ حلالہ کی لعنت سے طلاق اور تین طلاق کیخلاف معاشرے میں نفرت موجود ہے اور متعہ سے فحاشی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ نبی ﷺ کے دور میں متعہ کی گنجائش رہی، فتح مکہ کے اندر بھی سرِ عام متعہ کی اجازت دی گئی جس پر صحابہؓ نے عمل بھی کیا تو حلالہ کی گنجائش پر کیسے بے غیرتی کا الزام لگے گا؟۔ شیعہ کہتے ہیں کہ ''اہلسنت نے متعہ کو زنا قرار دیا ہے تو کیا نبی ﷺ نے زنا کی اجازت دی؟۔ نبی ﷺ نے حلالہ کو لعنت قرار دیا اور تم نے اس کو کارِ ثواب؟۔ سعودیہ نے مسیار کے نام سے متعہ کی اجازت دی تو تم نے اس کیخلاف فتویٰ لگایا؟''۔ جس کا جواب یہی ہوگا کہ تین طلاق پر ابن تیمیہؒ کی طرح سعودی شیعہ بن گئے، پھر فتویٰ واپس لیا، اب پھر شیعہ بن گئے ہیں، البتہ یہ معقول بات ہے کہ نبی ﷺ نے متعہ کی اجازت دی تھی تو متعہ زنا نہیں، اسلئے اس پر زنا کی حد بھی جاری نہیں کی جاتی ہے۔

اگر بات مسلکوں کی وکالت کرنے کی بجائے قرآن وسنت، صحابہؓ واہلبیتؓ اور عقل وفطرت کی ہو تو اسلامی احکام بھی قبول کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرینگے۔ قرآن کا حکم سونا ہے اور حدیث سونے پر سہاگہ ہے، حضرت عمرؓ کی بات سونا ہے اور حضرت علیؓ کی بات سونے پر سہاگہ ہے، البتہ چار امام کی بات سونا ہے مگر حلالہ کی ضرورت کے بغیر عصمتیں لوٹنا غلط ہے۔

یہ ملحوظ خاطر رہے کہ اللہ نے عورت کے حقوق کی پاسداری کی، قیود اور حدود کی وضاحت کرتے ہوئے واضح کیا کہ ''اگر شوہر نے طلاق دی تو اس کیلئے حلال نہیں یہاں تک کہ دوسرے سے نکاح نہ کرلے''۔ طلاق کے باوجود عورت مرضی سے نکاح نہ کرسکتی تھی تو مرضی کی وضاحت کردی۔ شاطر شوہر محض نکاح کے ذریعے حلال کرکے اپنے پاس رکھ لیتا تو حدیث میں عورت کے حقوق کو تحفظ مزید وسیلہ ہے مگر حدود پامال کرکے حلالہ کے جواز کیلئے حیلے تراشنا انتہائی ظلم اور سخت کمینہ پن ہے۔

طلاق ورجوع کو قرآن وسنت نے منکر سے نکال کر معروف بنایا

دورِ جاہلیت میں سخت ترین طلاق یہ تھی کہ شوہر بیوی سے کہہ دیتا کہ "تمہاری پیٹھ میرے اوپر میری ماں کی طرح ہے"۔ اسلئے کہ تین طلاق کے بعد عورت حرام ہوجاتی تھی لیکن کسی دوسرے شوہر سے نکاح وہمبستری کے بعد حلال ہوجاتی تھی جبکہ ظہار کی صورت میں دوسری شادی کے بعد بھی حلال ہونے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ آج کی دنیا میں ایک جاہل اور غریب عورت کو دارالعلوم کراچی والے ایک ساتھ تین طلاق پر حلالہ کا فتویٰ دیں اور پھر باری باری سب نامرد علماء ومفتیان کے پاس پیش کریں کہ مزے اُڑاؤ، اسلئے کہ فقہ کی کتابوں میں حلالہ کی جو کیفیت لکھ دی گئی ہے، اس میں وضاحت ہے کہ کوئی نامرد حلالہ کرنے کے کام نہیں آسکتا۔ کیا حدیث میں نامرد کی لذت چکھ لینے کی بات اور عورت کی بے بسی پر واقعی تبسم فرمانے کی وضاحت ہے؟۔ مدارس والے اللہ کی حدود سے نکل کر قرآن وسنت کے منافی ایک ساتھ تین طلاق پر حلالہ کرواتے ہیں۔

حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ نے دربارِ رسالت ﷺ میں اپنا مقدمہ پیش کیا اور اپنے حق کیلئے مجادلہ کیا، اللہ نے اسی کے حق میں سورۂ مجادلہ کی آیات نازل کیں۔ دورِ جاہلیت کی اس طلاق کو جھوٹ اور منکر قول قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کے استعمال پر پابندی لگانے کیلئے باقاعدہ جرمانہ عائد کردیا۔ دین میں غلو کے مرتکب اور مستوجب سزا فقہاء نے یہ بدعات نکال دیں کہ اگر بیوی کو ماں کی ران، ہاتھ، رخسار...... شرمگاہ سے تشبیہ دی تو کیا ہوگا؟۔ یہ دین کی سمجھ نہیں ان کا غلو تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو بھی منع کیا تھا کہ لاتغلوا فی دینکم "اپنے دین میں غلو (حدود سے تجاوز) مت کرو"۔ دورِ جاہلیت میں بھی لوگ طلاق ورجوع میں غلو اور منکر صورتوں کے مرتکب تھے۔ کوئی اپنی بیوی کو حرام کہہ دیتا تو وہ حرام ہوجاتی۔ نبی ﷺ کی طرف سے لونڈی ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ سے حرام ہونے کی قسم کھائی گئی تو اللہ نے سورۂ تحریم میں اس کی نفی کردی تھی، پھر بعد میں یہ بدعت جاری کی گئی کہ حرام کے لفظ سے ایک مراد ہے یا تین طلاق؟ بعض نے کہا کہ تیسری طلاق مراد ہے۔

اللہ نے قرآن میں بار بار وضاحت فرمائی ہے کہ طلاق اور رجوع معروف طریقے سے ہے۔ معروف طلاق یہی ہے کہ طہر وحیض کی صورت میں مرحلہ وار ایک ہی عدت میں تسلسل کیساتھ دو مرتبہ طلاق عدت کے پہلے دو مرحلے میں ہے، تیسرے مرحلے میں معروف رجوع یہ ہے کہ میاں بیوی آپس میں راضی ہوں، ایک ایک رشتہ دار صلح میں کوئی کردار ادا کرے یا فیصلہ کرنے والے لوگ یا حکمران کردار ادا کریں اور اسکے برعکس طلاق کا فیصلہ ہو تو مرحلہ وار عدت کے مراحل اور عدت کی تکمیل تک سورۂ بقرہ اور سورۂ طلاق کی آیات کے مطابق طلاق کے پراسیس مکمل ہوں اور اگر سورۂ بقرہ کی صورت ہو تو حلالہ کیلئے حدود سے تجاوز کے فتوے نہ دیئے جائیں، اگر سورۂ طلاق کی صورت ہو تو حضرت ابورکانہؓ کی طرح تین کے باوجود بلاتأمل رجوع کی اجازت ہے۔ ایک ساتھ تین طلاق کے منکر سے بچنے کیلئے اور رجوع کی اجازت کیلئے اللہ نے ڈھیر ساری آیات میں وضاحت کردی مگر پنجابی کہاوت ہے کہ جتے دی کھوتی اوتے ان کھلوتی۔ (جہاں کی گدھیڑی تھی وہیں آکر کھڑی ہوگئی)

سعد بن ابی وقاصؓ کے کردار کا خواب اور اس کی تعبیر

بنوامیہ و بنوعباس کے دور میں حضرت عمرؓ کے اقدامات موضوع بحث بن گئے۔ برسراقتدار طبقہ حضرت عمرؓ کے اقدامات کو قرآن وسنت کے مقابلہ میں بھی زیادہ ترجیح کے قابل قرار دیتا اور روافض حضرت عمرؓ کے اقدامات کو بدعت قرار دیتے تھے اور اس میدان میں علماء حق ائمہ ربانی نے بڑی دیانتداری سے اپنا کردار ادا کیا جس کی وجہ سے انکے نام روشن اور زندہ ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے وقت کے بادشاہوں سے بڑی اذیتیں اُٹھائی تھیں۔ تاریخ میں دو مشہور ضحاک ہیں ایک بنوامیہ کے دور میں ظالم حاکموں کا چیلہ اور دوسرے عالم تھے۔ عالم ضحاکؒ بڑے صاحبِ علم، متقی اور اللہ والے تھے، جبکہ دوسرا ضحاک انتہائی ظالم اور سفاک تھا۔ اس نے حضرت عمرؓ کی توثیق کیلئے کہا کہ "حج تمتع سے بڑی جہالت کوئی نہیں، یہ جاہلوں کا وطیرہ اور قرآن وسنت کیخلاف ہے"۔ جسکے جواب میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ "ایسی بات نہیں، غلط الفاظ مت بولو، قرآن میں اس کی وضاحت ہے اور میں نے خود نبی ﷺ کیساتھ حج کیا ہے اور عمرے کا احرام بھی ایک ساتھ باندھا ہے"۔ حکام نے شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری دکھائی اور بنوامیہ کے مخالفین نے خلافت کا تختہ الٹنے کے چکر میں خلفاء راشدینؓ کو بھی تنقید اور تنقیص کا نشانہ بنانا شروع کردیا تھا۔

جب حاجی محمد عثمانؒ پر دوست علماء ومفتیان نے فتوے لگادیئے، اپنے مرید علماء وخلفاء بھاگ کھڑے ہوئے، مرید فوجی افسران بھی ایسے غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے دو سینگ۔ حامیوں کی تھوڑی تعداد کو بھی فوجی گاڑی میں لیجا کر تھانے میں بند کیا گیا۔ میں ان دنوں میں افغانستان کے جہاد پر گیا تھا اور پھر مجاہدین کو قبائلی علاقہ جات سے خلافت اسلامیہ کے آغاز پر قائل کرکے حاجی عثمانؒ کی چاہت، خلفاء، علماء اور فوجی افسران کے آسرے پر کراچی آیا تو سارا منظر بدلا ہوا پایا۔ مرید ہارون (ہرنائی چائے والے) نے خواب دیکھا کہ "عتیق گیلانی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا کردار ادا کریگا" تو میری سمجھ میں بات نہیں آئی کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا کردار آخر کیوں؟۔ حج تمتع کے بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا حکمران ضحاک کے مقابلہ میں عدل واعتدال، میانہ روی اور حق کی تلقین دیکھ کر اس خواب کی تعبیر بھی میری سمجھ میں آگئی۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وہ واحد صحابی تھے جن کو نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں"۔ یہ شرف کسی اور صحابیؓ کو حاصل نہیں تھا۔ آج مسلم امہ بہت افراتفری کی شکار ہے، فرقہ واریت نے دہشت گردی کا راستہ اختیار کررکھا ہے۔ مسلکی اختلافات ایک ڈراؤنے بھوت کی شکل اختیار کررہے ہیں۔ حاجی عثمانؒ نے اتحاد امت کی خاطر اپنے مرکز میں مسجد الہیہ سے دیوبندی مکتبۂ فکر، خدمت گاہ قادریہ سے بریلوی مکتبۂ فکر، مدرسہ محمدیہ سے اہلحدیث اور یتیم خانہ سید اصغر بن حسینؒ سے اہل تشیع کو خوش کرنے کی کوشش کی تھی۔ پہلے اکابر علماء ومفتیان انکے ہاں تشریف لاتے تھے مگر پھر الائنس موٹرز والوں کے ایماء پر فتوے لگادیئے۔ ان فتوؤں میں تمام حدود وقیود عبور کردیئے لیکن ہم نے پھر بھی درگزر کا معاملہ کیا۔

حج تمتع پر حنفی مسلک میں بھی حضرت عمرؓ کی مخالفت ہے

حج تمتع پر حضرت عمرؓ کی سختی سے پابندی کے بعد احادیث کی کتب، فقہ کا نقشہ اور حکمرانوں کا رویہ بظاہر بڑا بھیانک لگتا ہے، علامہ ابن تیمیہؒ کے شاگرد علامہ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب ''زادالمعاد'' میں لکھ دیا کہ ''مشرک حج کے زمانہ میں عمرہ کو جائز نہ سمجھتے تھے تو قرآن میں اسکے جواز اور نبی ﷺ سے سنت ہونے کی وضاحت آئی''۔ احناف کا مسلک بھی حضرت عمرؓ کیخلاف ہے۔ صحیح مسلم کی روایات میں حضرت عمران بن حصینؓ وغیرہ کے حوالہ سے یہاں تک ہے کہ اللہ نے قرآن میں حج تمتع کا حکم نازل کیا، ہم نے رسول اللہ ﷺ کیساتھ عمرے وحج کا ایک ہی احرام باندھا، اسکے بعد کوئی اور حکم نازل نہیں ہوا۔ جس (عمرؓ) نے بھی اس کی مخالفت کی، اپنی رائے سے کی، ہم اس سنت پر عمل کرتے تھے تو فرشتے گلی کوچوں میں ہم سے ہاتھ ملاتے تھے، جب ہم نے اس کو ترک کیا تو ہماری یہ حالت ہوگئی۔ کوئی میری زندگی میں یہ بات میری طرف منسوب نہ کرے، البتہ میرے فوت ہونے کے بعد اس کا اظہار کرسکتا ہے (اس سخت معاملہ میں تقیہ کرنا پڑ رہا تھا) صحیح مسلم۔ بخاری میں ہے کہ ''حضرت عثمانؓ عمرے وحج کا ایک ساتھ احرام باندھنے سے روک رہے تھے تو حضرت علیؓ نے کہا کہ تم کون ہوتے ہو، جب ہم نے نبی ﷺ کیساتھ یہی کام کیا اور با آواز بلند حج وعمرہ کا احرام باندھا''۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ ''میں رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اپنے باپ حضرت عمرؓ کی بات نہیں مانتا''۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ ''مجھے حیرت ہے کہ تم پر اللہ آسمان سے پتھر کیوں نہیں برساتا ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا قول وفعل ہے اور تم اسکے مقابلہ میں کہتے ہو کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ نے یہ کہا ہے''۔ ان روایات کے بعد فرقہ وارانہ اندھی تقلید ہی واحد وسیلہ ہے جس سے عقیدت کی خوش گمانیاں باقی رہ سکتی ہیں۔

تعلیم یافتہ لوگ حدیث وفقہ سے اسلئے برگشتہ نہیں ہورہے ہیں کہ ان کا اکابرینؒ سے کوئی اپنا بغض وعناد ہے، بلکہ جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ حدیث وفقہ کی کتب میں جو مباحث ہیں اس کا سیدھا سادا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے قرآن وسنت کے مقابلہ میں جبری طور سے حج تمتع کے مقابلہ میں مشرکین کے دین کی طرف مجبور کرنے کی کوشش کی ہے تو یہ لازماً شیعہ اور عجم کی سازش ہے۔ حدیث وفقہ اور صحابہؓ کے اقوال واعمال میں متعہ النساء کی اجازت عمرؓ نے منسوخ کردی، علیؓ نے فرمایا تھا کہ عمرؓ کی طرف سے متعہ النساء پر پابندی نہ لگتی تو قیامت تک سوائے بدبخت کے کوئی زنا نہ کرتا۔ جب عبداللہ بن زبیرؓ نے متعہ کو زنا کہا تو حضرت علیؓ نے کہا کہ تمہیں پتہ نہیں کہ تم خود بھی اسی متعہ کی پیداوار ہو۔ (زادالمعاد: ابن قیمؒ)۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلامی جمعیت طلبہ کے سابق مرکزی ناظم اعلیٰ اور کراچی وانٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر منظور احمد نے اپنی کتاب میں لکھا کہ ''قرآن میں اکٹھی دو طلاق کی نفی ہے اور حضرت عمرؓ نے اکٹھی تین طلاق کا حکم دیا، اگر اس طرح اجتہاد کا سلسلہ جاری رہتا، تو قرآن کا کوئی حکم بھی اپنی شکل میں محفوظ نہ رہتا۔ تقلید نے اجتہاد کا راستہ روک کر اسلام کو منجمد کردیا۔ اجتہاد کا سلسلہ شروع ہونا چاہیے''۔ اس قسم کے بے شمار علمی مواد سے بغاوت کا نیا جذبہ جنم لے رہا ہے۔

مجدد الف ثانیؒ اور پیر روشانؒ کی تحریک کا حسین امتزاج ''شکوہ ترکمانی ذہن ہندی نطق اعرابی'' ہے

تعلیم یافتہ طبقے دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ایک سب کچھ اہل تشیع کی سازش سمجھ کر اسلامی کتب کا سارا مواد عجم وایران کا شاخسانہ قرار دیتا ہے اور دوسرا کتابوں میں موجود مواد کی وجہ سے اہل تشیع کے مؤقف کو حق کے قریب سمجھتا ہے۔علم کی روشنی کو جہالت کے اندھیرے سے نہیں روکا جاسکتا اور نہ ہی خواب خرگوش کے مزے لیکر علماء ومفتیان اسلام کا دفاع کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ ہر دور میں اہل حق موجود رہے، علماء ومشائخ نے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو درست اور مبنی برحق سمجھا مگر نیا زمانہ ہے اور نئے صبح وشام پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بوسیدہ محلات کی جگہ نئی بلند وبالا بلڈنگوں نے لی، جس کی افادیت کو چھوڑ کر زمانے کا پہیہ پیچھے کی طرف نہیں گھمایا جاسکتا مگر آثار قدیمہ کا تحفظ بھی ایک قومی ورثہ ہوتا ہے اور غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہونا چاہیے۔

پہلے ادوار میں علمی اختلافات کتابوں اور مناظروں کی حد تک ہوتے تھے،اب جدید ہتھیاروں سے لیس تنظیموں کا خرچہ پانی بھی اسی سے چل رہا ہے اور قتل وغارتگری سے عقائد واکابر کی حفاظت کا بھی فریضہ ادا کیا جارہا ہے۔امریکہ ان کو خطرہ بھی قرار دیتا ہے اور اسلحہ فروخت کرنے کیلئے اپنی ضرورت بھی سمجھتا ہے۔ مسلمان در بدر پناہ گزین بچوں وخواتین کو اسلامی ریاستوں کے اندر نہیں یورپ وکینیڈا میں پناہ مل رہی ہے۔پختون قوم جس طرح سے در بدر ہوئی انہوں نے عرب وچیچن اور ازبک کو ہمدردی میں پناہ دی تھی۔ پرویز مشرف کے دور میں جنرل اور کزئی گورنر تھا، وزیرستان میں ازبک ومقامی قبائلی مجاہدین کے دو کیمپ تھے، مقامی مجاہدین پر بمباری ہوئی اور ازبکوں نے ویڈیو بنائی۔قبائلی عمائدین پشاور پہنچے تو گورنر نے تفصیل سے بتایا کہ ازبک کہاں کہاں، کس کس کے پاس کیسے رُکے؟۔مولانا عصام الدین محسود (رہنما جمعیت علماء اسلام ٹانک، وزیرستان) نے کہا ''گورنر صاحب! میں معافی چاہتا ہوں (سر کی امان دیجئے) کہ جو معلومات آپکے پاس ہیں، اتنا تو ہم بھی نہیں جانتے مگر سوال یہ ہے کہ جب تم ازبک کی تلاش میں آئے تو انکو مارنے کے بجائے قبائل کو کیوں نشانہ بنایا؟''۔ گورنر صاحب نے اس کا یہ جواب دیا کہ ''اگر ہم نہ مارتے تو امریکہ ماردیتا''۔ یہ جواب اطمینان بخش نہیں تھا مگر......

جب تک افہام وتفہیم کی فضا نہیں بنتی، دہشتگردی کی لہر طوفان کی طرح مسلم امہ کو تباہ کرنے میں جاری رہے گی۔ گدھوں کی طرح سڑکوں پر کھڑے ہو کر آنکھیں بند کرنا مسائل کا حل نہیں اور آنکھیں بند رکھیں تو حادثات کا سلسلہ جاری رہے گا۔اگر ہم نے مسائل کے حل کیلئے فقہ اور حدیث کی کتب سے کوئی خدمت انجام دی تو علم کی روشنی کے آگے جہالتوں کے چراغ نہیں جلائے جاسکتے۔ روشنائی تحریک کے بانی کانیگرم وزیرستان کے باشندے بایزید انصاریؒ عرف پیر روشان نے اکبر بادشاہ کیخلاف بغاوت کا علم بلند کیا، شیخ احمد سرہندیؒ عرف مجدد الف ثانیؒ نے اکبر بادشاہ کو سجدۂ تعظیمی سے انکار کیا۔ دینِ اکبری کیخلاف مجدد الف ثانیؒ کی علمی و پیر روشانؒ کی عملی تحریک نے علم وجہاد کے میدان میں نیا رنگ بھرنا شروع کیا۔ مدارس، خانقاہوں اور منتشر مذہبی تحریکوں کے تانے بانے مجدد الف ثانیؒ سے ملتے ہیں اور جہادی تحریکوں میں پیر روشانؒ کی سرگرداں روح کار فرما ہے۔ان دونوں کا حسین امتزاج بقول علامہ اقبالؒ ''شکوہ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی'' ہے۔

حضرت عمرؓ کے اقدام پر سب کیلئے قابلِ قبول دلیل کی ضرورت

ایک مسلمان سوچتا ہے کہ قرآن میں حج تمتع کا ذکر ہے، رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرے کا احرام ساتھ باندھا تو حضرت عمرؓ نے آخر کس لئے سختی سے روکنے کا اقدام اٹھایا؟ کیا جاہلیت کی طرف لوگوں کو لوٹانا چاہ رہے تھے؟۔ یہ شیعہ کی سازش ہے۔ فقہ حنفی بھی حضرت عمرؓ کیخلاف برسرِ پیکار ہے؟۔ تسلی بخش جواب نہ دیا جائے تو جدید تعلیم یافتہ طبقہ علماء ومفتیان کی طفل تسلیوں سے مطمئن نہ ہوگا، تعلیم یافتہ طبقہ باغیانہ طغیانی کی طلاطم خیز موجوں سے آشنا ہو چکا ہے اس کیلئے بند باندھنا ضروری ہے، آنکھیں بند کرلینے سے کام بھی نہیں چلے گا، مذہبی طبقات خیالات کو جھٹک جھٹک کر توبہ واستغفار کی ورد میں مگن رہتے ہیں۔

رسول ﷺ نے حج وعمرہ کا احرام مشرکین کی جہالت کو ختم کرنے کیلئے ایک ساتھ باندھا، ممکن ہے کہ سردی کا موسم ہو، گرمی ہوتو بھی نبی ﷺ کے پسینے سے مشک وعود، گلاب وعنبر اور موتیہ وچنبیلی سے زیادہ اچھی خوشبو آتی تھی۔ اگر اسوقت مسلم اُمہ سنت سمجھ کر اس پر عمل کرتی، جب گدھے، خچر، اونٹ، گھوڑے اور پیدل کا سفر ہوتا تھا تو میقات سے بیت اللہ تک کس قدر پسینہ آتا، پھر اگر حج سے کئی دن پہلے حاجی مکہ مکرمہ پہنچتے تو حج کا احرام اتارنا جائز نہ ہوتا۔ آج بھی بعض لوگ اس پر سنت سمجھ کر عمل کرتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ مقدس اجتماع میں انکے پسینے کی بدبو اور تعفن سے کتنی تکلیف پہنچتی ہوگی؟۔ رسول ﷺ نے ان کو مساجد اور اپنی مجالس میں آنے سے بھی روکا تھا جو پیاز اور لہسن کھاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا بہت بڑا احسان تھا کہ مسلم امہ کو حج تمتع سے روک دیا، ورنہ آج سب ہی اس کو سنت سمجھ کر عمل کرتے بلکہ اسے فرض کے درجہ تک پہنچادیتے۔ جسکے نتیجہ میں حج کا مقدس اجتماع ایک عجیب وغریب منظر پیش کرتا۔ حضرت عمرؓ کے اس اقدام کو موجودہ دور میں بھی اس وقت تحسین کی نگاہ سے ہی دیکھا جاتا کہ لوگ کئی کئی دن پہلے پہنچنے کے باوجود اس پسینہ سے شرابور اور بدبودار احرام کیساتھ بڑی تعداد میں گھومتے جو عوام کیلئے سخت کوفت کا ذریعہ ہوتا اور پھر حکومت ایک ساتھ احرام پر پابندی لگاتی تو اسکی تعریف وتحسین کی جاتی۔

جب بدر کے قیدیوں پر مشاورت ہوئی تو حضرت عمرؓ نے قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا اور باقی اکابر صحابہ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ دیا کہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اکثریت کے مشورے پر عمل کیا تو اللہ نے فرمایا کہ "نبی کیلئے مناسب نہ تھا کہ اسکے پاس قیدی ہوں یہانتک کہ زمین میں خوب خونریزی کرتے، تم دنیا چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے"۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی بدولت بڑی مونچھ اور چھوٹی داڑھی کی ترویج ہوئی۔ اسلام نے تقلیدی ذہنیت کی تعلیم نہیں دی بلکہ اللہ نے فرمایا: الذین اذا ذکروا بایٰت اللہ لم یخروا علیھا صماً و عمیاناً "جب انکے سامنے اللہ کی آیات کا ذکر کیا جاتا ہے، تو ان پر بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گر پڑتے ہیں"۔ ایران نے تقلیدی مذہب کے بجائے اجتہادی اصلاحات نافذ کر رکھی ہیں، چھ ماہ کا ایک دن ہوتو قرآن کے صریح حکم پر روزہ نہیں رکھ سکتے۔ ایران اور سعودیہ میں طبلِ جنگ بجنے سے قبل قرآن وسنت اور صحابہؓ واہلبیتؓ کے اختلاف کو سلجھانے کی سخت ضرورت ہے۔

حضرت عمرؓ کیخلاف مہم کہ تین طلاق میں رجوع کی گنجائش تھی

حضرت عمرؓ پر بڑا الزام یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاق کو نافذ کر کے قرآن وسنت کا جنازہ نکالا، بدعت اور گناہ کو قانون بنادیا۔ قرآن میں 3 نہیں 2 طلاق کی بھی یہ وضاحت ہے کہ یکجا نہیں دی جاسکتی ہیں بلکہ الطلاق مرتان "طلاق دو مرتبہ ہے" اور پھر تیسری مرتبہ رکھنے یا چھوڑنے کی بات ہے۔ تین مرتبہ طلاق سے بھی تسبیح کے دانوں کی طرح طلاق، طلاق مراد نہیں بلکہ اس سے پہلے اللہ نے طہر وحیض کے تین مراحل کی عدت کا فریم ورک بھی متعین کردیا اور رسول ﷺ نے حضرت عمرؓ کے سامنے غضبناک ہوکر حضرت ابن عمرؓ کو سمجھایا کہ قرآن کے مطابق تین طلاق کا تعلق عدت کے مراحل سے ہے۔ اللہ نے سورۂ بقرہ اور سورۂ طلاق کی آیات میں عدت تک رجوع کی گنجائش رکھ دی۔ بیوی کو اس کے گھر سے نہ نکالنے اور نہ خود نکلنے کا حکم دیا اور عدت کو پورا پورا گننے کی تلقین فرمائی، عدت کی تکمیل پر معروف طریقے سے رجوع یا الگ کرنے کی اجازت دی۔ اگر رعایت ختم نہ ہوتی تو میاں بیوی کے اندر تفریق سے تباہی اور حلالہ سے کوئی لعنت معاشرے پر نہ برستی۔ بہت لوگ قرآن وسنت سے یہ کھلا انحراف سمجھنے کے بعد شعوری طور پر شیعہ بن گئے کہ واقعی حضرت علیؓ کی یہ بات بھی درست تھی کہ اگر حضرت عمرؓ متعہ النساء پر پابندی نہ لگاتے تو کوئی کم بخت ہی زنا کا مرتکب ہوتا۔ جب خواتین کی بڑی تعداد بیوہ اور طلاق شدہ کی زندگی گزار رہی ہو اور کنواری بھی بے نکاح ہوں اور مردوں میں بروقت شادی کرنے یا ایک سے زیادہ شادی کا رجحان نہ ہو تو زنا کا رجحان بڑھے گا۔ متعہ میں کوئی اپنے بچے سے انکار نہیں کرسکتا، متعہ والا بچہ باپ کے خرچے، وراثت اور سب سے بڑی چیز شناخت کا حقدار ہوتا ہے۔ جھولے والے بچوں کی پرورش متعہ پر پابندی کی مرہون منت ہے۔ سعودیہ نے علامہ ابن تیمیہؒ کے فتوے کیخلاف حنفی مسلک کے دلائل سے متاثر ہوکر اکٹھی تین طلاق کا سرکاری حکم جاری نہ کیا، بلکہ ایران وشیعہ کیخلاف بغض وعناد کی وجہ سے فتویٰ جاری کیا مگر پھر متعہ کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے مسیار کے نام سے اجازت بھی دیدی ہے۔

جس طرح حج تمتع کیخلاف حضرت عمرؓ کا اقدام شیعہ نہیں بلکہ احناف بھی قرآن وسنت کیخلاف سمجھتے ہیں مگر ہم نے زبردست اور معقول وجہ بیان کرکے حضرت عمر فاروق اعظمؓ کا زبردست دفاع کیا ہے۔ اس سے زیادہ طلاق کے مسئلہ پر بھی اس کی سخت ضرورت ہے ورنہ تو حضرت عمرؓ پر بہت بڑی تہمت لگے گی کہ قرآن وسنت کو منسوخ کردیا تھا۔ مغالطے دُور کرکے حضرت عمرؓ وحضرت علیؓ کے اختلاف کے علاوہ اسلام کے چہرے سے اجنبیت کا نقاب ہٹایا جاسکتا ہے۔ فتویٰ اور فیصلہ میں فرق ہے۔ جب ایک ساتھ تین طلاق کے بعد عورت بکھر جائے اور اس کا خاندان بپھر جائے کہ اب رجوع نہیں ہوسکتا ہے تو حکومت وعدالت کے پاس جانے کے علاوہ کوئی راستہ باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے صلح کی شرط پر بیوی کو لوٹانے کیلئے شوہر کو عدت میں حق دیدیا ہے لیکن جب عورت راضی نہ ہو اور اس کا خاندان راضی نہ ہو تو شوہر کیا کریگا؟۔ زبردستی سے بیوی کو اٹھالینے پر اس کو موت کے گھاٹ بھی اتارا جاسکتا ہے اسلئے وہ مصالحت کیلئے حکومت اور اصحاب اقتدار کے پاس جائیگا۔

فتویٰ کے ذریعے شوہر بیوی میں تفریق پر تباہ حال ملت اسلامیہ

فرض کیا گیا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ میں اختلاف تھا، حالانکہ روایات کو درست طور پر نہیں سمجھا گیا، حضرت عمرؓ کا فیصلہ اور حضرت علیؓ کا فتویٰ قرآن کی روشنی میں ایک تھا۔ عورت صلح کیلئے آمادہ نہ ہو تو یہی فیصلہ اور فتویٰ ہے کہ دونوں کے درمیان عدت کے خاتمے پر تفریق ہو جاتی ہے، اگر صلح کیلئے آمادہ ہو تو عدت میں اور عدت کے بعد رجوع کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ یہ روایت وہم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ و حضرت ابوبکرؓ کے دور میں ایک ساتھ تین طلاق کو ایک سمجھا جاتا تھا، پھر حضرت عمرؓ کے دور میں دو سال کے بعد فیصلہ ہوا کہ ایک ساتھ تین طلاق کو تین قرار دیا جائیگا۔ صلح میں تین طلاق کو ایک سمجھنے اور تنازعہ کی صورت میں تین سمجھ کرنا قابلِ رجوع کے فیصلے میں کوئی تضاد نہیں۔ نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ تین طلاق کا تعلق عدت کے تین مراحل سے ہے اور اسی عدت وطلاق کی وضاحت قرآن میں ہے اسلئے عدت کے ایک مرحلہ میں ایک مرتبہ طلاق کا عمل واضح ہے اور تین طلاق کہنے کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ دن رات میں ایک روزہ رکھا جاتا ہے۔ 2 روپیہ کو 2 مرتبہ روپیہ نہیں کہتے۔ 2 مرتبہ حلوہ کھانے کو 2 حلوہ کھانا نہیں کہتے۔ 3 مرتبہ ''قبول ہے'' کو 3 نکاح نہیں کہتے۔

جب معاملہ قرآن وسنت اور صحابہؓ کی طرف سے قرآن کے مطابق فیصلے وفتوے سے نکل کر غلو کی حد تک آ گیا تو پھر مسلم اُمہ کا زبردست زوال شروع ہوا، فقہ کی کتابوں میں مسائل در مسائل نکالتے نکالتے کہاں سے کہاں معاملہ پہنچ گیا ہے؟۔

بہشتی زیور میں یہ مسئلہ ہے کہ ''ایک شخص اپنی بیوی سے کہے کہ طلاق، طلاق، طلاق۔ تو تین طلاق واقع ہوجائیں گی۔ لیکن اگر شوہر کی نیت ایک طلاق کی ہو تو پھر ایک ہی طلاق ہوگی مگر عورت پھر بھی سمجھے کہ اس کو تین طلاق پڑ چکی ہیں''۔

اس صورت میں شوہر اور بیوی کی اپنی چاہت ختم ہو جاتی ہے، شوہر نے رجوع کرلیا تو عورت اس کی عقد میں ہی رہے گی اور عورت پھر بھی سمجھے گی کہ اس کو تین طلاق ہو چکی ہیں اور جب تک کسی دوسرے شوہر سے خود کو حلال نہ کروائے تو اپنے شوہر کیلئے حلال نہیں ہوگی۔ یہ صرف بہشتی زیور کا مسئلہ نہیں بلکہ بریلوی دیوبندی فقہ اور فتاویٰ کی کتب میں متفقہ بات ہے۔ کیا اسلام میں اتنا تضاد ہوسکتا ہے؟، فقہ کی کتابیں کیا قرآن سے زیادہ معتبر ہیں؟، قرآن میں واضح ہے کہ صلح سے عدت میں رجوع ہوسکتا ہے، تو کیا قرآن مسئلہ کا حل نہیں؟۔ اگر صلح نہ ہوئی تو قرآن کہتا ہے کہ عدت کے بعد عورت دوسری جگہ شادی کرسکتی ہے۔ فقہ نے عورت کو ایسا معلق کردیا کہ نہ تو پہلے شوہر کے قابل رہی اور نہ ہی دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اکابرینؒ نے قرآن کو چھوڑ رکھا تھا؟، تو کیا اللہ نے غیر مسلم سے شکایت کا لکھا کہ قیامت کے دن ''اور رسول (ﷺ) فرمائے گا کہ اے میرے ربّ! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا''۔ انگریز فاتح بن کر آیا اور اکابر ایکدوسرے پر بدعتی، گستاخ، گمراہ اور کفر کے فتوے ناپ تول رہے تھے، تقلیدی ذہنیت کے بجائے قرآن وسنت کی طرف توجہ دیتے تو دنیا میں فتح وسربلندی کے جھنڈے گاڑھ دیتے، آخر میں مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے کہا کہ ''زندگی ضائع کردی''۔

شریعت کے نام پر فیصلہ وفتویٰ انتہائی شرمناک بہت بڑا دھبہ

کوئی بیوی سے کہے کہ تجھے تین طلاق! اور پھر مکر جائے تو عورت عدالت جائیگی اور قاضی اس سے گواہ طلب کریگا۔ گواہ نہ ہوتو عدالت اسکے شوہر سے حلف لے گی، اگر شوہر نے حلف اٹھالیا تو عورت خلع لینے کی کوشش کرے، اگر شوہر خلع نہیں دیتا تو عورت حرامکاری پر مجبور ہوگی۔ کوشش کرے کہ ازدواجی تعلق نہ رکھے مگر مجبور ہوتو دل سے راضی نہ ہو پھر مواخذہ نہ ہوگا۔ جبتک وہ شوہر باقاعدہ طلاق نہیں دیگا اور پھر وہ عدت نہ گزار لے، عورت کی دوسرے شخص سے شادی نہیں ہوسکتی۔ یہ مسئلہ بھی مولانا اشرف علی تھانویؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''حیلۂ ناجزہ'' سمیت فقہ کی معتبر سمجھی جانے والی کتابوں میں موجود ہے۔

اسلام میاں بیوی کو ناجائز تعلق تو بہت دور کی بات، باہمی رضامندی کے بغیر بھی ایک ساتھ رہنے پر مجبور نہیں کرتا ہے۔ میاں بیوی کا تعلق قرآن وسنت اور عقل وفطرت کے مطابق ایسا نہیں کہ بیوی راضی نہ ہوتو شوہر مجبور کردے۔ 1400 سال سے بھی زیادہ پہلے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ النساء نازل کی۔ بیوی کو خلع کا حق پہلے دیدیا اور شوہر کی طلاق کے حق کا بعد میں ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا: **یا ایھاالذین امنو الایحل لکم ان ترثوالنساء کرھاً و لاتعضلوھن لتذھبوا ببعض مااٰ تیتموھن شیئاً الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ و عاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً و یجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً O** ''اے ایمان والو! تمہارے لئے حلال نہیں کہ بیویوں کے زبردستی سے مالک بن بیٹھو اور انکو اسلئے نہ روکو کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے، ان سے بعض چیزیں واپس لے لو مگر یہ کہ وہ کھلی فحاشی کی مرتکب ہوں اور ان کیساتھ (خلع لینے پر) اچھا برتاؤ کرو، اگر تمہیں وہ بری لگیں (چھوڑنے کی وجہ سے) تو ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو اور اللہ اس میں بہت سارا خیر رکھ دے''۔ (سورۂ النساء آیت: 19) دنیا میں کسی کے ہاں بھی یہ قانون نہیں کہ عورت چھوڑ کر جانا چاہتی ہو تو وہ پھر بھی شوہر کے جبر کے آگے قانونی طور پر مجبور ہو، قرآن نے سب سے پہلے دنیا میں عورت کو خلع کا حق دیا تھا اور نبی ﷺ نے اس پر عمل کروایا، قرآن واحادیث میں وضاحت کیساتھ اسکا ذکر ہے، پوری دنیا اس پر عمل پیرا ہے مگر خود مسلمان محروم یقین نہیں بلکہ غلط و باطل فقہ گردی اور انتہائی اخلاقی پستیوں میں گرا ہوا ہے۔ قرآن میں النساء کا لفظ جگہ جگہ بیوی کیلئے ہی استعمال ہوا ہے۔ یہاں بیوی کے علاوہ کوئی دوسری خاتون مراد بھی نہیں ہوسکتی ہے، اسلئے بیوی لکھ دیا۔

خلع کی وضاحت کے بعد اللہ نے طلاق کو بھی واضح کردیا'' **وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واٰتیتموھن احدٰھن قنطاراً فلا تأخذوا منہ شیئاً اتأخذونہ بھتاناً و اثماً مبیناً O و کیف تأخذونہ و قد افضیٰ بعضکم ببعض واخذن منکم میثاقاً غلیظاO** '' اگر تم بیوی کی جگہ بیوی لانا چاہتے ہو اور ایک کو ان میں بہت سارا مال دیا ہو تو اس میں کچھ بھی واپس نہ لو۔ کیا تم بہتان اور صریح گناہ سے مال واپس لوگے؟۔ اور کیسے (بے غیرتی سے) لوگے جبکہ تم ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مل چکے ہو اور بیشک انہوں نے تم سے پختہ عہد وپیمان لیا ہے''۔ (سورۂ النساء، آیت: 20،21)

خلع وطلاق میں بنیادی فرق اور حقوق وفرائض کی کھلی وضاحت

خلع عورت اور طلاق مرد کی طرف سے ہے۔ ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی تو اللہ نے یہ وضاحتیں کی ہیں 1: ہاتھ لگانے سے پہلے کی طلاق میں حرج نہیں ۔2: حق مہر مقرر کیا ہوتو مقرر کردہ کا نصف حق مہر ہے اور اگر حق مہر مقرر نہ ہوتو دولتمند اپنے شایانِ شان اور غریب اپنی استطاعت کے مطابق دے۔ اگر عورت اپنا حصہ معاف کرے یا جسکے ہاتھ میں نکاح کا گرہ ہے وہ سارے کا سارا حق مہر دے تو بھی ٹھیک ہے اور آپس میں ایکدوسرے پر مہربانی نہ بھولیں۔ 3: ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی جائے تو شوہر کیلئے عورت پر عدت کا کوئی حق نہیں، جس کو وہ گنوائے۔ اگر ہاتھ لگانے کے بعد طلاق دی جائے تو اس میں حرج ہے، یہ میثاق غلیظ پختہ عہدو پیمان کو توڑنا انتہائی ناپسندیدہ حلال ہے۔ پورا حق مہر دینا پڑیگا اور اس میں عدت بھی ہے۔

عورت دعویٰ کرے کہ شوہر نے طلاق دیدی تو ہاتھ لگانے سے پہلے کی طلاق میں آدھا حق مہر اور ہاتھ لگانے کے بعد کی طلاق میں پورا حق مہر اور دی ہوئی چیزیں دینا پڑیں گی۔ اگر مرد یہ دعویٰ تسلیم نہ کرے تو عورت کو گواہ پیش کرنا ہوگا اور اگر گواہ پیش نہ کرسکے تو قاضی شوہر سے حلف لے گا۔ شوہر نے حلف اٹھالیا تو عورت کی طرف سے طلاق کا دعویٰ خلع ہوگا اور اگر شوہر نے حلف اٹھانے سے انکار کیا تو پھر طلاق ہوگی، خلع وطلاق میں فرق حقوق کا ہے خلع میں عورت حق سے دستبردار ہوتی ہے۔ حق مہر شوہر پر فرض ہے، طلاق میں شوہر کو جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے جبکہ خلع میں عورت پر جرمانہ کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا، طلاق ثابت ہوتو شوہر کو خسارہ ہوتا ہے اور خلع میں عورت کو خسارہ ہوتا ہے، اسلئے ہنسی مذاق اور سنجیدگی کی طلاق بھی معتبر ہے۔

تین طلاق ایک ساتھ کا فتویٰ اور اس کا چشم کشا حقیقی پسِ منظر

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے استاذ حضرت حمادؒ ایک ساتھ تین طلاق واقع ہونے کے قائل نہیں تھے لیکن امام ابوحنیفہؒ اور دیگر تین ائمہ ایک ساتھ تین طلاق واقع ہونے کے قائل تھے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا تھا لیکن کچھ لوگ اس کو قرآن وسنت کے منافی قرار دیتے تھے۔ اگر ایک ساتھ تین طلاق کے بعد شوہر کو غیر مشروط رجوع کا حق حاصل ہوتو عورت زندگی بھر دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی تھی، اسلئے ائمہ اربعہ کا فیصلہ بالکل درست، قرآن وسنت اور فطرت کے مطابق تھا۔ پھر سوال پیدا ہوا کہ ایک ساتھ تین طلاق کا فیصلہ مباح وسنت ہے یا گناہ وبدعت؟۔ امام شافعیؒ نے کہا کہ "سنت کے مطابق ہے اور کوئی گناہ نہیں"۔ دلیل عویمر عجلانیؓ کی طرف سے لعان کے بعد نبی ﷺ کی موجودگی میں اکٹھی تین طلاق سے دی۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام مالکؒ نے اکٹھی تین طلاق کو گناہ وبدعت قرار دیا اور دلیل حضرت محمود بن لبیدؓ کی روایت سے دی کہ "ایک شخص کے بارے میں نبی ﷺ کو بتایا گیا کہ اس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں، تو نبی ﷺ غضبناک ہوکر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میری موجودگی میں تم قرآن کیساتھ کھیل رہے ہو؟ جس پر ایک شخص نے کہا کہ کیا میں اس کو قتل نہ کردوں؟"۔ امام احمد بن حنبلؒ کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ اکٹھی تین طلاق سنت اور دوسرا یہ کہ گناہ وبدعت ہیں۔

اپنے اپنے مؤقف کیلئے روایات سے استدلال نے اختلاف کی صورت بالکل بدل ڈالی اور قرآنی حقائق نظروں سے ہی اوجھل ہوتے گئے۔ جب فقہاء نے دیکھا کہ احادیث میں اکٹھی تین طلاق کا ذکر ہے اور ناراضگی کا اظہار بھی۔ اور ائمہ کی طرف سے ایک ساتھ تین طلاق واقع ہونے پر اتفاق بھی۔ تو قرآن میں باہمی رضامندی سے رجوع کی آیت کی طرف بھی دھیان نہ گیا۔ پھر سب نے اپنے مسلک کی وکالت کیلئے قرآنی آیات، احادیث، صحابہؓ کے واقعات، فتوے اور اختلافات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کردیا۔ صحیح احادیث کیساتھ ضعیف اور من گھڑت احادیث کا بھی بڑا ذخیرہ وجود میں آگیا۔ مخصوص مسلکی ذہنیت اور وکالت سے قرآنی آیات اور احادیث کو ہر طبقہ نے اپنی ذہنی ساخت کے سانچے میں ڈھالنا شروع کردیا۔

اس میں شک نہیں کہ محمود بن لبیدؓ کی روایت میں ایک ساتھ تین طلاق پر نبی ﷺ غضبناک ہوئے مگر غضبناک ہونے سے یہ دلیل پکڑنا کہ رجوع کی گنجائش ختم ہوتی ہے، درست نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی طرف سے طلاق کی اطلاع پر بھی نبی ﷺ غضبناک ہوئے لیکن رجوع کرنے کا حکم بھی فرمایا۔ جس شخص کے حوالہ سے ایک ساتھ تین طلاق کی اطلاع دی گئی، اسکا یہ پتہ نہیں کہ وہ کہاں تھا؟ عدت باقی تھی یا نہیں؟ رجوع کرنے کیلئے میاں بیوی آپس میں آمادہ تھے یا نہیں؟ نبی ﷺ نے محض اس عمل پر غضبناک ہونے کا اظہار فرمایا تھا۔ حضرت عویمر عجلانیؓ نے ایک ساتھ تین طلاق کا اظہار کیا تو قرآن میں کھلی فحاشی کی صورت میں عدت کا انتظار کئے بغیر بھی گھر سے نکالنا اور نکلنے کی وضاحت ہے۔ جب قرآن کی آیات میں عدت تک رجوع کی گنجائش ہے تو انکے مقابلہ میں کوئی واضح آیت یا کم ازکم کوئی واضح حدیث ہونی چاہیے کہ جس میں رجوع کی گنجائش ختم ہونے کی وضاحت ہو۔ ہاں! ایسی احادیث بھی ہیں، جن میں قرآن کے خلاف رجوع کی گنجائش کا معاملہ ختم کردیا گیا ہے مگر وہ بالکل ضعیف و من گھڑت ہیں۔ ایک بھی صحیح حدیث نہیں جس میں رجوع کی گنجائش ختم کردی گئی ہو۔

صحیح احادیث میں وضاحت ہے کہ فاطمہ بنت قیسؓ کو عدت کے تین مراحل میں الگ الگ تین طلاقیں دی گئیں مگر ضعیف اور من گھڑت روایات میں آن واحد میں تین طلاق کی وضاحت ہے۔ حضرت رفاعہ القرظیؓ کے بارے میں تفصیلی روایت یہ ہے کہ الگ الگ تین طلاقیں دیں اور اجمالی روایت میں ہے کہ تین طلاقیں دیں۔ اسلئے ائمہ اربعہؒ نے اپنے مسلک کیلئے ان روایات سے استدلال نہیں پکڑا۔ ورنہ تو ایک ساتھ تین طلاق واقع ہونے کیلئے امام شافعیؒ ان روایات کو بھی پیش کردیتے۔

درسِ نظامی کے نصاب میں امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کو جس طرح سے پڑھایا جاتا ہے کہ **حتی تنکح زوجا غیرہ** کے مقابلہ میں ایک صحیح حدیث **ایما امرأة نکح بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل باطل باطل** کی بھی کوئی حیثیت اسلئے نہیں کہ قرآن میں عورت کو نکاح کی آزادی دی گئی ہے اور حدیث میں اس پر قدغن ہے۔ لہٰذا حدیث کو رد کردیا جائیگا۔ اس کا تقاضہ یہ تھا کہ قرآن میں **وبعولتھن احق بردھن فی ذالک** کے مقابلے میں حدیث بھی ہوتی کہ اکٹھی تین کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا، رجوع نہیں ہوسکتا اور رجوع نہیں ہوسکتا، تب بھی وہ حدیث قرآن کے مقابلہ میں یکسر مسترد کردی جاتی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اکٹھی تین طلاق واقع ہونے کا فتویٰ دینے والوں کے وہم وگمان میں بھی حلالہ کا فتوی نہیں ہوگا۔

اللہ کمزور کو تحفظ دیتا ہے اور انسان طاقتور کو تحفظ دیتا ہے

انسان اور اللہ کے قانون میں بہت بڑا اور بنیادی فرق ہے۔ انسان طاقتور کی طاقت کو سامنے رکھ کر قوانین بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ کمزور کو سامنے رکھ کر اسکے تحفظ کیلئے قوانین بناتا ہے۔ اللہ نے انسان کو کمزور بنا کر مسجود ملائک بنادیا۔ جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابیل نے حضرت ہابیل کو اپنے مفاد کیلئے قتل کرڈالا۔ آج جن لوگوں نے حلالہ کی لعنت کو اپنے جنسی، مالی، مطلق العنانی اور بے تاج بادشاہی کا مفاد سمجھ رکھا ہے وہ طبقہ مجھے اپنے مفاد میں خلل ڈالنے پر قتل کرسکتا ہے، اسلئے کہ وہ بھی قابیل کے قبیل سے مختلف نہیں۔ اگر ہم چاہتے تو جن کی عزت خراب کی گئی، ان کو اکسانے کا مشن لیکر حلالہ کی لعنت والوں کو قتل کرواتے مگر ہم ایسا نہیں کرتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جہالت کی راہ رُک جائے۔ نمرود، ہامان، شداد، فرعون اور دنیا کے بڑے ظالم اور جابر حکمرانوں نے مظلوم عوام کے حقوق غصب کئے۔ شیطانی قوتیں ظلم و جبر کی علامت رہی ہیں۔ اللہ نے انبیاء کرامؑ کے ذریعے عدل وانصاف قائم کرنے اور کمزوروں کو تحفظ دینے کے قوانین بنائے۔ اس سے بڑی بات کیا ہے کہ اللہ اپنا حق معاف کردیتا ہے مگر بندوں کا نہیں۔ **الخلق عیال اللہ** ”مخلوق اللہ کا کنبہ ہے“۔ ایک انسان کا بلاوجہ قتل انسانیت کا قتل اور ایک خاتون کی عزتدری تمام خواتین کی عزتوں کو پامال کرنا ہے لیکن انسان کا کوئی ضمیر بھی ہو یہ تب۔

قرآنی آیات کی تشریح وتفسیر اور فقہ واجتہاد میں بنیادی غلطی یہ ہوئی کہ اللہ نے صنفِ نازک خواتین کے حقوق کو مدِ نظر رکھا اور کمزور کو تحفظ دینے کیلئے قوانین کی وضاحت کردی مگر انبیاء کرامؑ کے ناخلف وارث اور جانشین علماء وفقہاء کرام اور محدثین نے خواتین کو یکسر نظرانداز کرکے صرف اور صرف مردوں کے حقوق کو مدِ نظر رکھا۔ اس کا یہ بالکل سیدھا سادا نتیجہ نکل آیا، جو اللہ نے قرآن میں پہلے سے بتادیا کہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کو اپنی قوم سے یہ شکایت ہوگی کہ ”اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا“۔ **وقال الرسول رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا**

اگر خواتین کے حقوق کو مدِ نظر رکھا جاتا تو یہ اختلاف مکڑی کا جالا ثابت ہوتے۔ یہ کس قدر بدفطرتی کی بات ہے کہ چار ماہ تک شوہر کے حق کا لحاظ رکھنے کے باوجود چار ماہ بعد بھی بیوی کے حق کا پاس نہ رکھا گیا؟۔ حالانکہ چار ماہ تک شوہر کا حق ہے اور چار ماہ بعد بیوی کے حق کی وضاحت ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے جمہور کے خلاف تن تنہا کھڑے ہوکر بہت بڑا کارنامہ انجام دیا مگر حنفیوں نے اس رہنمائی سے فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ اسکی تشریح بھی غلط انداز میں کردی قوم کا فاصلہ قرآن سے بڑھ گیا۔ امام ابوحنیفہؒ نے عورت کے حق کا خیال رکھ کر شوہر کے حق کو لگام دی۔ امام ابوحنیفہؒ کی مقبولیت زبردست خلوص اور عزیمت کے درجہ پر کھڑے ہونا تھا۔ آج پھر ایک حنفی کو عزیمت کے درجہ پر کھڑے ہوکر جمہور کی مخالفت کی پروا کئے بغیر قرآن پاک کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی کی ضرورت ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے بہت کچھ کیا ہوتا مگر ان کو جیل میں بند کرکے زہر دیا گیا اور ان کی آواز ہمیشہ کیلئے خاموش کردی گئی تھی، حالانکہ آپ کے شاگرد امام ابویوسف شیخ الاسلام اور قاضی القضاۃ کے درجہ پر فائز تھے۔

طلاق کا واضح اور درست تصور قرآن کریم کی آیات بینات اور سنت کی روشنی میں

و یسئلونک عن المحیض قل ھو اذًی فاعتزلوا النساء فی المحیض و لاتقربوھن حتٰی تطھرن فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرینO نسائکم حرث لکم فاتوا حرثکم انّٰی شئتم و قدموا لانفسکم واتقواللہ واعلموا انکم ملقوہ و بشّر المؤمنین (البقرۃ:222,23) اور تجھ سے حیض کا پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے وہ تکلیف ہے، سو عورتوں سے حیض میں الگ رہو اور انسے مقاربت نہ کرو، حتیٰ کہ پاک ہوجائیں۔ پس جب پاک ہوں تو انکے پاس آؤ، جیسے اللہ نے حکم دیا ہے، بیشک اللہ پسند کرتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پسند کرتا ہے پاکیزہ رہنے والوں کو۔ تمہاری عورتیں تمہارے لئے اثاثہ ہیں، پس آؤ اپنے اثاثے کے پاس جیسے چاہو۔ اورآگے کرو اپنے نفسوں کیلئے اور اللہ سے ڈرو، بیشک تمہیں اس سے ملنا ہے اور مؤمنوں کو بشارت دو۔

طہر: پاکی کے ایام	حیض: ماہواری کے ایام

حیض (ماہواری) مہینے میں 3 سے 10 دن جبکہ پاکی کے دن 20 سے 27 دن ہیں۔ حیض کا حکم پوچھا گیا، تو قرآن نے اذیت قرار دیا۔ حیض اذیت اور ناپاکی ہے۔ علماء نے ترجمہ، تفسیر، فقہ سے اذیت غائب کردی، لغت کی کسی کتاب میں اذیٰ کے معنیٰ ناپاکی کے نہیں۔ اللہ نے اذیت پر توبہ اور ناپاکی کی وجہ سے طہارت کو پسندیدہ کہا، علماء وفقہاء کے ہاں صرف مردوں کا حق ملحوظ خاطر رہا، اسلئے عورت کی اذیت کو خاطر میں نہ لایا گیا۔ حرث کا معنیٰ اثاثہ بھی ہے اور کھیتی بھی۔ غیرت کا تقاضہ ہے کہ عورت کو کھیتی نہیں اثاثہ قرار دیا جائے۔ گھر کی ملکہ، بچوں کی ماں، سسرال کی بہو اور انسان کی عزتِ جان ''محترمہ بیوی'' کو بہت بے غیرتی کا مظاہرہ کرکے کھیتی کہا گیا۔ کھیت میں بول وبراز اور گدھے، بیل اور ٹریکٹر چلتے ہیں۔ یہ پڑھایا جاتا ہے کہ ابن عمرؓ نے عورت سے پیچھے کی راہ مباشرت کو جائز اور علیؓ نے کفر کہا، امام ابوحنیفہؒ کی رائے علیؓ کیمطابق ہے اور امام مالکؒ کہتا تھا کہ ابھی میں نے بیوی سے پیچھے کی طرف سے مباشرت سے غسل کیا۔ اختلافی بحث ہے کہ قرآن کے لفظ انّٰی شئتم سے کیا مراد ہے؟۔ جہاں چاہو سے لواطت ثابت اور جیسے چاہو سے لواطت حرام ہے۔ اگر عورت کے حق کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جاتا تو فضول اختلافات ہمارے مذہبی نصاب، مسلک، مذہب اور بحث کا حصہ نہ بنتے۔ حیض میں واضح ترجیح اذیت ہے۔ عورت کی اذیت کو موضوع بحث بنایا جاتا تو تفسیر وفقہ میں قرآن کی آیات کے مفہوم کی گردن مروڑنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

اللہ نے سورۂ مجادلہ میں خاتون کی رائے پر مذہبی قول جھوٹ ومنکر قرار دیا اور سورۂ احزاب میں نبیﷺ کو حکم دیا کہ ''اللہ کے نازل کردہ کی اتباع کرو، اللہ کی وکالت کافی ہے''۔ امام اعظمؒ نے بعض احادیث کو قرآن سے متصادم قرار دیا تو یہ سب دین کو برباد کرنے کیلئے تھا یا تحفظ کیلئے؟۔ پھر امام ابوحنیفہؒ کے نام پر مسائل گھڑے گئے۔ اس آیت میں عدت وطلاق کے حوالہ سے واضح ہے کہ جس طرح دن کو روزہ رکھا جاتا ہے، رات کو نہیں۔ اسی طرح بیوی سے مقاربت کا زمانہ حیض نہیں پاکی کے ایام ہیں۔ جس طرح دن رات میں ایک مرتبہ روزہ رکھا جاسکتا ہے، اسی طرح ایک مرحلے میں ایک مرتبہ کی طلاق ہے۔

حیض کے علاوہ بھی جو صورت بیوی کیلئے اذیت کا باعث بنے تو وہ جائز نہیں ہے۔ بیماری، دکھ، درد، تکلیف اور غم کی تمام صورتوں میں روحانی اور جسمانی اذیت کا خیال رکھنا لازم اور اس سے توبہ ضروری ہے۔ اسلام کا ہر معاملے کو خوشگوار بنانا جاہلیت کے خلاف ہر سطح پر زبردست محاذ ہے۔ علماء کرام اور مفتیان عظام اپنے انداز خطابت سے عوام کو بھی سمجھائیں۔

لا تجعلو الله عرضة لایمانکم اللہ کو اپنی قسموں کیلئے ڈھال مت بناؤ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں طلاق کے مسائل، عدت، رجوع اور حلالہ وغیرہ کے حوالے سے تمام حدوداور قیود کی ابتداء کرنے سے پہلے بڑے واضح الفاظ میں مذہبی طبقات کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ **ولا تجعلو اللہ عرضۃ لایمانکم ان تبروا و تتقوا و تصلحو بین الناس و اللہ سمیع علیم O لا یؤاخذ کم اللہ باللغو فی ایمانکم و لکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم و اللہ غفور حلیم O** اوراللہ کو اپنی قسموں کیلئے ڈھال مت بناؤ کہ تم نیکی نہ کرو، تقویٰ اختیار نہ کرواور لوگوں کے درمیان مصالحت نہ کراؤ اور اللہ سننے جاننے والا ہے۔ اللہ تمہیں لغو قسموں سے نہیں پکڑتا مگر تمہیں پکڑتا ہے جوتمہارے دلوں نے کمایا ہے اور اللہ غفور اور برداشت والا ہے۔(البقرہ 224-225)

ایمن عربی میں دائیں جانب کو کہتے ہیں، دائیں ہاتھ سے حلف اٹھایا جاتا ہے۔ ہر قسم کے حلف، عہد و پیمان اور قسم کیلئے عام طور سے ایمن کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مجھ پر فلاں چیز حرام ہے تو یہ بھی ایمن اور حلف ہے۔ عربی میں شیر کے 500 نام ہیں، اسد، لیث ، حمزہ وغیرہ۔ شیر کے مختلف انداز کیلئے الگ الگ یہ نام استعمال ہوتے ہیں۔ عورت سے نہ ملنے کی قسم کھائی جائے، یا اپنے اوپر اس کو حرام کردیا جائے تو اس قسم کا نام ایلاء ہے اور ایلاء کسی اور قسم کیلئے نہیں آتا ہے۔

آج فقہی دنیا میں طلاق صریح اور طلاق کنایہ کے بہت سے الفاظ پر اختلافات کی بڑی دنیا آباد ہے۔ یہ سب کے سب بھی اسی عہد و پیمان، ایمان اور حلف وحرام کے زمرے میں آتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بیویوں کو چھوڑنے کے حوالہ سے الفاظ وایمان کی جو دنیا آباد تھی وہ بڑی محدود تھی۔ کسی کے منہ سے کوئی لفظ نکل جاتا تو مارے مارے پھرتا کہ مجھ پر میری بیوی حرام تو نہیں ہوگئی ہے؟۔ اللہ تعالیٰ نے جہالتوں کی اتھاہ گہرائی میں ڈوبی ہوئی دنیا پر اپنے ایک چھوٹے سے جملے سے پہلی ضرب یہ لگائی کہ اللہ تعالیٰ کو نیکی، تقویٰ اور مصالحت کے کاروبار میں کسی بھی طرح رکاوٹ کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ اللہ کی اس دردمندانہ اپیل میں مذہبی طبقات اور انسانیت کی بھلائی کا ایک لامتناہی مفہوم تھا جس کی وہ قدر نہیں کی گئی، جس کا قرآن تقاضہ کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طلاق کے احکام ومسائل بیان کرنے سے پہلے ایک دوسرے جملے سے بھی جہالتوں کی گہرائی میں نور کی ایک لاجواب کرن سے روشنی ڈالی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں لغوایمان وعہد و پیمان سے نہیں پکڑتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ بھی بالکل واضح تھی کہ مذہبی عقیدت کا تعلق اتنا پختہ، مضبوط اور لازوال ہوتا ہے کہ جب یہ اپنی جڑ پکڑ لیتا ہے تو جلیل القدر، سلیم الفطرت نبی کائنات رحمۃ للعالمین ﷺ کے ذریعے سورۂ مجادلہ اور سورۂ احزاب کی آیات سے اس کا ازالہ کرتا ہے۔

آج طلاق کے حوالے سے جس گھمبیر ماحول نے مذہبی معاشرے کو اپنی مضبوط گرفت میں لیا ہوا ہے اس کیلئے قرآن ہی نسخہ کیمیا ہے۔ ہم صرف قرآن کی طرف توجہ مبذول کرانے کی جسارت کررہے ہیں باقی اللہ کی واضح آیات کو دیکھ کر جہالت میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے بھی چودہ صدیوں کے چودہ طبق روشن ہوجائیں گے۔ قرآن کا ترجمہ ہر مسلک والے نے اپنے لوگوں کیلئے ہر زباں میں لکھا ہے اور علماء حق قرآن کے ذریعے سے اپنی مردہ قوموں میں زندگی کی روح ڈال سکتے ہیں۔

للذین یؤلون من نساء هم تربص اربعة اشهر فان فاء وآ فان الله غفور حلیمO و ان عزموا الطلاق فان الله سمیع علیمO(البقرۃ: 226. 27) جولوگ قسم کھالیں اپنی عورتوں سے ان کیلئے چار ماہ کا انتظار ہے، اگر باہم مل گئے تو اللہ غفور رحیم ہے اور اگر انکا طلاق کا عزم تھا تو بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے

پہلا مہینہ		دوسرا مہینہ		تیسرا مہینہ		چوتھا مہینہ	
طہر: پاکی کے ایام	حیض	طہر: پاکی کے ایام	حیض	طہر: پاکی کے ایام	حیض	طہر: پاکی کے ایام	حیض

مندرجہ بالا آیات میں چار ماہ کا انتظار وعدت واضح ہے۔ جاہلیت میں شوہر کی زباں سے قسم نکل جاتی کہ عورت کے پاس نہ جائیگا تو عورت زندگی بھر بیٹھی رہتی کہ طلاق کا اظہار نہ ہوا۔ اللہ نے واضح کیا کہ لغو قسم سے اللہ نہیں پکڑتا بلکہ دل کی کمائی پر پکڑتا ہے۔ 4 ماہ تک باہمی صلح ورجوع کیا تو اللہ غفور رحیم ہے۔ آیت میں عورت کا حق واضح ہے۔ شوہر طلاق کا اظہار نہ کرتا تو بیوی حق سے زندگی بھر محروم رہتی۔ آیت میں واضح ہے کہ مرد کو 4 ماہ تک صلح کی ڈھیل ہے اور عورت کو 4 ماہ بعد طلاق کا اظہار نہ ہونے کے باوجود دوسری شادی کی اجازت ہے۔ بیوہ کی عدت 4 ماہ 10 دن ہے۔ طلاق کے عزم کا اظہار نہ کیا تو 4 ماہ اور طلاق کا اظہار کردیا تو 3 ماہ کی عدت واضح ہے۔ فقہاء نے عورت کا حق نظر انداز کیا، حنفیوں کے نزدیک 4 ماہ گزرتے ہی طلاق ہوگی اور جمہور کے نزدیک جب تک طلاق نہ دیگا عورت 4 ماہ بعد بھی بیٹھی رہے گی۔ فضول اختلاف نے مسلم اُمہ کو ذہنی مفلوج کردیا۔ قرآن نے عورت کے حق کو محفوظ کیا۔ بیوہ کی 4 ماہ 10 دن عدت ہے، اگر شادی نہ کی تو موت کے بعد تختی لگے گی کہ زوجہ مفتی اعظم ......اور قیامت میں بھی رشتہ قائم ہوگا **یوم یفر المرء من اخیه و امه و ابیه و صاحبته و بنیه** ''اس دن آدمی فرار ہوگا اپنے بھائی، باپ، اپنی ماں، بیوی اور اولاد سے''۔ نبی ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: ''اگر پہلے فوت ہوگئیں تو خود غسل دونگا''۔ حضرت ابوبکرؓ کی میت کو آپکی زوجہ امّ عمیسؓ نے غسل دیا، جس کا نکاح پھر حضرت علیؓ سے ہوا اور حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو غسل دیا، پھر غسلِ میت اور نکاح علماء کا کسبِ معاش بن گیا۔ اللہ نے واضح کیا کہ طلاق کا عزم تھا تو اسکا اظہار نہ کرنے پر پکڑ ہوگی اسلئے کہ ایک ماہ عدت میں اضافہ ہوا۔ جس طرح عدت کے بعد بیوہ نے فیصلہ کرنا ہے کہ فوت شدہ شوہر سے اپنا تعلق بحال رکھے یا نئی شادی کرے۔ علماء نے فوتگی پر طلاق واقع کردی۔ بہشتی زیور میں ہے کہ ''بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے مگر شوہر کپڑے کے بغیر چھو نہیں سکتا''۔ حالانکہ بیوی پہلے فوت ہو تو شوہر کے نکاح میں امر ہوجاتی ہے جبکہ شوہر فوت تو بیوہ عدت کے بعد دوسرا نکاح بھی کرسکتی ہے۔ روزنامہ جنگ میں مولانا سعید جلالپوریؒ نے لکھا کہ ''ایک کے فوت ہونے پر دونوں اجنبی بنتے ہیں''۔ اسی طرح ایلاء میں بھی عورت کے حق کو نہیں دیکھا گیا۔ کسی نے کہا کہ مرد کا حق استعمال ہوا، عورت حرام ہوگئی، کسی نے کہا کہ مرد کا حق استعمال نہیں ہوا، اظہار طلاق تک نکاح بحال رہیگا۔ حالانکہ عورت کا حق دیکھا جاتا تو اختلاف نہ ہوتا۔ عورت کو چار ماہ کے بعد حق ہے کہ بیوہ کی طرح دوسری شادی کرلے اور اگر اسی شوہر سے 4 ماہ کے بعد صلح سے رجوع پر راضی ہو تو بھی جائز۔ اللہ ہمارا ربّ، قرآن ہمارا رہبر اور سنت ہماری رہنمائی ہے۔ جنید بغدادیؒ نے پہلوانی کی شہرت سید کیلئے قربان کردی۔ آج ایک سید علماء کو دعوت دیتا ہے کہ چھوٹی ربوبیت قربان کرکے عوام کی عزتوں کو بچاؤ تو جنید بغدادیؒ کو آپ پر رشک آئیگا اور قعرِ مذلت کی پستیوں سے عزت کی سربلندیوں پر پہنچ جاؤ گے۔

و المطلقت یتربصن بانفسهن ثلثة قروءٍ ولا یحل لهن ان یکتمن ما خلق الله فی ارحامهن ان کن یؤمن بالله و الیوم الأخر و بعولتهن احق بردهن فی ذٰلک ان ارادوا اصلاحاً و لهن مثل الذین علیهن بالمعروف و للرجال علیهن درجة و الله عزیز حکیمO (البقرہ:228) اور طلاق والی انتظار میں رکھیں خود اپنی جانوں کو تین قروء (طہر وحیض) تک اوران کیلئے حلال نہیں کہ چھپائیں جو پیدا کیا، اللہ نے انکے پیٹ میں اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر، اور انکے خاوند حق رکھتے ہیں انکے لوٹانے کا اس مدت میں بشرطیکہ صلح کرنا چاہیں، اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر ہے معروف طریقہ سے۔ اور مردوں کو اُن پر ایک درجہ حاصل ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔ (نبیﷺ نے حضرت ابن عمرؓ کو طلاق کی صورت کا یہ نقشہ سمجھایا)

1: طہر: پاکی کے ایام	ماہواری	2: طہر: پاکی کے ایام	ماہواری	3: طہر: پاکی کے ایام	ماہواری
پہلا مہینہ		دوسرا مہینہ		تیسرا مہینہ	

اظہار طلاق نہ ہو تو عورت 4 ماہ اور اظہار طلاق کے بعد 3 مرحلے یا 3 ماہ کی عدت کی پابند ہے۔ شوہر کا یہ درجہ ہے کہ وہ طلاق دے اور بیوی عدت گزارے۔ صلح کے بغیر شوہر عدت میں بھی یکطرفہ رجوع نہیں کرسکتا۔ فقہاء نے عورت کا حق تلف کردیا اور شوہر کو غیر مشروط رجوع کا حق دیا۔ وان یریدا اصلاحا یوفق الله بینهما ''اگر دونوں کا ارادہ صلح کا ہو تو اللہ موافقت پیدا کردیگا''۔ اللہ نے میاں بیوی کے درمیان نہ صرف صلح کا دروازہ کھلا رکھا بلکہ صلح کیلئے انتظار کا پابند بھی بنایا۔ عورت عدت کے بعد دوسری شادی کرسکتی ہے۔ فقہاء نے عورت نہیں صرف شوہر کا حق ملحوظ خاطر رکھا۔ چنانچہ ''مسئلہ 26: بچے کا اکثر حصہ باہر آچکا تو رجعت نہیں کرسکتا مگر دوسرے سے نکاح اس وقت حلال ہوگا کہ پورا بچہ پیدا ہولے''۔ (ردالمختار، الطلاق ج5 ص193۔ نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ج10، ص766، علامہ غلام رسول سعیدی)۔ عورت کا بھی خیال رکھا جاتا تو اللہ کا حکم سمجھنے میں اتنی بڑی ٹھوکر نہ کھاتے۔ جن الفاظ میں بیوہ کو عدت کی تکمیل کے بعد دوسری شادی کی اجازت ہے، ان الفاظ میں بار بار عدت کی تکمیل کے بعد رجوع کی اجازت ہے، مفتی تقی عثمانی نے ''آسان ترجمہ'' کے نام پر طلاق اور رجوع کے حوالہ سے آیات کے الفاظ کے ترجمہ میں بھی واضح تحریف کرنے کی جسارت کردی۔ مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے قرآن میں بہت معنوی تحریف کا ذکر کیا جس کا آئینہ مفتی تقی عثمانی کے ترجمہ میں بھرپور طریقے سے دیکھا جاسکتا ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے مسندِ خلافت سے قرآن کے عین مطابق بالکل درست فیصلہ فرمایا جو نبیﷺ کے فرمان سے بالصدق والصواب کی تصدیق تھا۔ کوئی بھی عدالت وہی فیصلہ کرے گی جو حضرت عمرؓ نے اکٹھی تین طلاق کے بعد میاں بیوی کے درمیان تنازعہ کھڑا ہونے پر کیا تھا، حکومت کا کام فتویٰ دینا نہیں ہوتا بلکہ تنازعات کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ قرآن کو بہت بڑا کریڈٹ جاتا ہے کہ ایک طرف صلح کیلئے خاص عدت رکھی اور دوسری طرف شوہر کے لوٹانے کا حق بھی صلح سے مشروط کردیا۔ حضرت عمرؓ نے قرآن، انسانی فطرت اور عقل واعلیٰ تہذیب وتمدن کے تقاضوں کے عین مطابق فیصلہ فرمادیا۔ اگر تنازعہ نہ ہو تو کسی حکمران کو فیصلے کی ضرورت نہیں۔ حضرت علیؓ نے بہترین قاضی القضاۃ، مفتی اعظم اور شیخ الاسلام کا ثبوت دیدیا کہ ''صلح کی صورت میں اکٹھی تین طلاق کے بعد بھی رجوع کا دروازہ بند نہیں ہوتا''۔ دونوںؓ کی بات قرآن کے عین مطابق ہے۔

الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اٰتیتمو ھن شیئاً الا ان یخافاالا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہٖ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ فاولٰئک ھم الظٰلمون (البقرہ: 229) طلاق دو مرتبہ ہے، پھر معروف طریقے سے روکنا یا بھلائی کیساتھ چھوڑنا ہے اور تمہارے لئے حلال نہیں کہ لو جو تم نے ان کو دیا، اس میں سے کچھ بھی، مگر جب دونوں کو خوف ہو کہ اسکے بغیر اللہ کے حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے، پھر اگر تم ڈرو اس بات سے کہ دونوں اللہ کے حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو کچھ حرج نہیں دونوں پر جو عورت کی طرف سے مرد کو (دیئے گئے مال سے) کچھ فدیہ کیا جائے۔ یہ اللہ کے حدود ہیں ان سے تجاوز مت کرو اور جو اللہ کے حدود سے بڑھ جائے، یہی لوگ ظالم ہیں۔

فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ فان طلقھا فلا جناح علیھما ان یتراجعا ان ظنا ان یقیما حدود اللہ و تلک حدود اللہ یبینھا لقوم یعلمون (البقرۃ: 230) پس اگر اس نے اسکو طلاق دیدی تو اس کیلئے حلال نہیں اسکے بعد جب تک کہ وہ نکاح نہ کرے کسی اور سے، پھر اگر وہ طلاق دیدے تو دونوں پر گناہ نہیں اگر باہم مل جائیں اگر انکو گمان ہو کہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کے حدود ہیں جو واضح کرتا ہے اس قوم کیلئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔

پہلی مرتبہ طلاق	حیض	دوسری مرتبہ طلاق	حیض	روکنا یا رخصت کرنا	حیض

جب اللہ تعالیٰ نے تین طہر و حیض کے حوالہ سے پورا فریم ورک بتادیا کہ پہلے، دوسرے اور تیسرے مرحلے تک باہمی صلح سے رجوع ہوسکتا ہے تو اس بات میں کوئی ابہام باقی نہیں رہتا کہ دو مرتبہ طلاق اور پھر معروف طریقے سے رجوع یا احسان کیساتھ رخصت کرنے سے کیا مُراد ہے؟۔ عبداللہ بن عمرؓ نے حالت حیض میں طلاق دی تو رسول اللہ ﷺ نے غضبناک ہو کر عدت وطلاق کا مرحلہ وار معاملہ سمجھا دیا۔ صحابیؓ نے پوچھا کہ قرآن میں تیسری طلاق کہاں ہے؟ تو نبی ﷺ کی طرف سے یہ جواب نہیں دیا گیا کہ **فان طلقھا** تیسری طلاق ہے بلکہ فرمایا کہ'' **او تسریح باحسان** تیسری طلاق ہے''۔ یہ بہت بڑی واضح دلیل ہے کہ ایک طرف معروف رجوع اور دوسری طرف احسان سے رخصت کی صورت ہے۔ اگر رجوع کرلیا تو معاملہ ختم، چاہے عدت کے دوران تیسری مرتبہ طلاق کے بعد ہی کیوں نہ ہو، اسلئے کہ اللہ نے عدت کے خاتمہ تک باہمی صلح سے معروف رجوع کا راستہ کھلا رکھا ہے لیکن اگر رخصت کرنے کا فیصلہ کیا تو پھر اللہ نے بھرپور وضاحت فرمائی ہے کہ ''تمہارے لئے حلال نہیں کہ جو کچھ بھی ان کو دیا ہے، اس میں سے کچھ بھی واپس لے لو مگر دونوں یہ خوف رکھتے ہوں کہ اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ سکیں گے اور فیصلہ کرنے والے بھی یہی خوف رکھتے ہوں تو بیوی کی طرف سے وہ چیز فدیہ کرنے پر اور شوہر کی طرف سے وہ چیز لینے پر کوئی حرج نہیں، یہ اللہ کی حدود ہیں، اُن سے تجاوز نہ کرو، جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں پھر اگر اس نے طلاق دی تو اس کیلئے حلال نہیں یہانتک کہ وہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرلے.....''۔
جب اللہ تعالیٰ نے اس طلاق سے پہلے مضبوط مقدمہ باندھا تو یہ بڑی زیادتی اور اللہ کی حدود سے تجاوز نہ ہوگا کہ سیاق وسباق سے ہٹ کر بات بات پر حلالہ کے فتوے دیئے جائیں؟۔ اس میں بھی عورت ہی کے حق کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا تو حلالہ سینٹروں کی لعنت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ شوہر طلاق کے بعد بھی بیوی کو اپنی مرضی سے شادی کی اجازت نہیں دیتا ہے، دراصل اس آیت میں طلاق کے بعد ایک مخصوص صورتحال کے پیشِ نظر عورت کی دوسری جگہ شادی لازم قرار دی گئی ہے، جب میاں بیوی کے علاوہ معاشرہ بھی دونوں کی مستقل جدائی پر یہاں تک آمادہ ہو کہ عورت کی طرف سے فدیہ دینا جائز نہ ہونے کے باوجود جائز بن جائے تو پھر بھی شوہر کو طلاق کے بعد دوسری جگہ شادی پر اعتراض ہوتا ہے۔ شوہر کے اس ضمیر کی نفی کرنے کیلئے ضروری تھا کہ ان الفاظ میں وضاحت کردی جاتی۔ شہزادہ چارلس پر لیڈی ڈیانا کو مروانے جیسی مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔

و اذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فامسکوھن بمعروفٍ او سرحوھن بمعروفٍ ولا تمسکوھن ضراراً لتعتدوا ومن یفعل ذٰلک فقد ظلم نفسہ ولا تتخذوا اٰیٰت اللہ ھزواً واذکروا نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتٰب و الحکمۃ یعظکم بہٖ و اتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بکل شیءٍ علیم(البقرہ: آیت 231)اور جب تم نے عورتوں کوطلاق دی پھر پہنچیں وہ اپنی عدت کو، تو انکو معروف طریقے سے روکو یا معروف طریقے سے چھوڑو۔ اور نہ روکو انکو ستانے کیلئے تاکہ ان پر زیادتی کرو۔ اور جو ایسا کرے تو بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور مت بناؤ اللہ کے احکام کو مذاق اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر اس نے کی ہے۔ اور اسکو جو اتاری تم پر کتاب میں سے اور حکمت۔ تم کو نصیحت کرتا ہے اللہ اسکے ذریعہ، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے

مندرجہ بالا آیت میں پھر واضح کیا کہ اگر بیوی طلاق نہیں چاہتی اور شوہر نے مرحلہ وار تین طلاقیں دیں اور پھر شوہر کو فتوے کی ضرورت ہے کہ رجوع کرسکتا ہے یا نہیں؟۔ تو اللہ نے فتویٰ دیا ہے کہ معروف طریقہ سے رجوع کرو یا معروف طریقے سے چھوڑ دو اور اسلئے نہ روکو کہ اس کو ضرر پہنچاؤ۔ اللہ کی نعمتوں کو دیکھو! طلاق سے متعلق آیات بھی نعمت، بیوی بھی نعمت اور اپنی ذہنی صلاحیت حکمت بھی نعمت۔ عوام کی بہت بڑی مصیبت یہ ہے کہ قرآن میں طلاق سے متعلق واضح آیات کی نعمت کو نہیں دیکھتے، بیوی بچوں کی نعمت کا بھی خیال نہیں رکھتے اور ذہنی صلاحیت حکمت کی نعمت بھی بروئے کار نہیں لاتے۔ خلفاء راشدینؓ اور ائمہ مجتہدینؒ پہلے قرآن وسنت میں مسئلے کا حل تلاش کرتے اور پھر اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے، لیکن افسوس کہ انکے نام نہاد نام لیوا قرآن کی واضح آیات اور موٹی موٹی باتوں کو دیکھنے کے بجائے بے جا فقہی موشگافیوں کے پیچھے پڑ گئے۔ قرآن کی آیات کا صرف ترجمہ بھی کافی ہے۔ اگر فقہاء اختلافی پیچیدگی پیدا نہ کرتے تو ضخیم تشریحات لکھنے کی ضرورت قطعی طور پر نہ ہوتی۔ چیئر مین سینٹ رضا ربانی کو حکومت اور اپوزیشن کی اکثریت نے منتخب کیا ہے۔ یہ بہت بڑا انسانی المیہ ہے کہ قرآن وسنت اور جمہور کیخلاف حلالہ کے نام پر خواتین کی عزت تار تار کردی جاتی ہے۔ سینٹ میں اس پر اجلاس بلایا جائے تو مسلم امہ کی جان ایک بہت بڑے عذاب سے بچ جائے گی۔ پاک فوج کے کور کمانڈر کانفرنس میں بھی اس اہم مسئلہ پر گفتگو ہونی چاہیے، مسلم امہ کیساتھ زیادتی کو ایجنڈے میں شامل کیا جائے تو لوگوں میں شعور کی منزل تک پہنچنے کی راہ ہموار ہوگی۔ وزیر اعظم اور وزیر داخلہ بھی اس اہم ایشو پر علماء ومفتیان کا ایک اجلاس طلب کریں، بے شعور لوگوں کی عزتیں لٹ جانا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ تحریک انصاف، پیپلز پارٹی، جماعتِ اسلامی کو بھی اس اہم معاملہ سے تغافل برتنے پر معاملہ اٹھانا چاہیے۔ جمعیت علماء اسلام نے اگر اس کو قبول کرکے عوامی مسائل کے حل کا آغاز کیا تو حکمرانوں کا دم چھلہ بننے کی ضرورت کبھی نہیں پڑے گی۔ تبلیغی جماعت اور دعوتِ اسلامی نے اگر اس کو اپنے ایجنڈے کا حصہ بنایا تو ان کی عوامی مقبولیت میں بین الاقوامی اضافہ ہوگا۔ مساجد اور مدارس نے اگر اپنا رویہ بدل دیا تو ہدایت کی راہیں ہموار ہوجائیں گی۔

ایک غلط فہمی ہے کہ جب اللہ نے عدت میں صلح کیساتھ مشروط رجوع کا حکم دیا، تو اس آیت میں عدت کے بعد غیر مشروط رجوع کا حکم کیسے دیا؟۔ حالانکہ معروف رجوع کا معنی صلح سے مشروط رجوع ہے۔ شافعی مسلک نے رجوع کیلئے نیت شرط قرار دی کہ مباشرت سے بھی نیت کے بغیر رجوع نہ ہوگا اور حنفی مسلک نے رجوع کیلئے نیت شرط نہیں قرار دی، یہانتک گئے کہ غلطی سے شہوت کی نظر پڑنا رجوع ہے، نیند میں شہوت سے ہاتھ لگا تو رجوع ہے، میاں بیوی کسی کی بھی شہوت معتبر ہے۔

واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ینکحن ازواجهن اذا تراضوا بینهم بالمعروف ذٰلک یوعظ بہٖ من کان منکم یؤمن باللہ و الیوم الآخر ذٰلکم ازکیٰ لکم و اطہر و اللہ یعلم و انتم لا تعلمون (البقرہ: آیت 232) اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دی پھر پورا کرچکی اپنی عدت کوتو نہ روکو ان کو کہ ازدواجی تعلق قائم کریں اپنے خاوندوں سے جب راضی ہوں آپس میں معروف طریقے سے یہ نصیحت اسکو کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت کے دن پر اور اس میں تمہارے لئے زیادہ پاکی اور زیادہ طہارت ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔ (یادرکھو کہ آیات میں معروف رجوع کی عدت کے حوالہ سے بار بار مختلف الفاظ میں وضاحت کی گئی ہے تاکہ کوئی ابہام نہ رہے)

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت میں اس صورت کی وضاحت کردی کہ جب اقدام بیوی کی طرف سے ہو، طلاق لینے کی محرک وہی ہوتو بھی عدت کی تکمیل کے بعد کتنا عرصہ گزر جائے ، باہمی ازدواجی تعلق کی بحالی میں کوئی بھی کسی قسم کی رکاوٹ نہ ڈالے، اسی میں معاشرے کیلئے تزکیہ اور طہارت کا ماحول ہے۔اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔اللہ کے نام کوڈھال بنا کر کتنے گھر تباہ کئے گئے؟، کتنے اپنا گھر بسانا چاہتے ہیں لیکن ایک باطل مذہبی ماحول ان کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ کتنے ایسے لوگ ہیں جوان مذہبی طبقات پر اعتماد کرکے بلاوجہ عزتوں کو لٹوادیتے ہیں۔اگر مذہبی طبقات تصویر کے معاملہ میں اپنا رویہ بدل سکتے ہیں تو تین طلاق کے حوالہ سے مذہبی عقیدتمندوں کی عزتوں کو بھی بچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

جب میاں بیوی کے درمیان باطل مذہبی فتوے رکاوٹ بن جائیں تو ہمارے معاشرے کا تزکیہ کیسے ہوگا؟۔اور طہارت و پاکیزگی کا سوال ہی کیسے پیدا ہوگا؟۔جس معاشرے میں ایسے جوڑے ہوں جو چاہت کے باوجود ازدواجی تعلق کی بحالی کو حرام کاری سمجھتے ہوں اور حرام کاری کو مجبوری تو اس میں تزکیہ اور پاکیزگی کا کیا سوال ہوگا؟۔ ہمارے مرشد حاجی عثمانؒ وقت کے بہت بڑے مجدد تھے، اپنے مرید وخلیفۂ خاص اصغر علی قریشی مرحوم کی بیوی اس سے چھڑادی، دوسری شادی نہ ہوسکی۔اور خلیفۂ اول ابراہیم مرحوم کی والدہ بیوہ تھی۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بے نکاح بیوہ وطلاق شدہ اور غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی والدہ وصاحبزادی کے نکاح رسم ورواج کے برعکس شرعی تقاضوں کے مطابق کرائے گئے۔اگر حاجی عثمانؒ نے قرآن کی آیت کے مطابق اپنے مریدوں کو حکم دیا ہوتا تو خانقاہ چشتیہ مسجد الٰہیہ کورنگی الائنس موٹرز کے حوالہ سے بڑے حادثے کا شکار نہ بنتی۔ یہ داستان بعض رسالوں کی پہلے سے زینت بن چکی ہے۔

حضرت ام عمیسؓ پہلے حضرت جعفر طیارؓ کی بیوی تھیں، بیوہ بننے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے نکاح کیا، جن سے محمد بن ابوبکرؓ پیدا ہوئے، پھر حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ سے انکی شادی ہوئی۔صحابہ کرامؓ کے دور کا تزکیہ اور پاکیزہ ماحول قرآنی آیات پر عمل درآمد کا نتیجہ تھا۔ہمارے ہاں طلاق شدہ اور بیوہ کا نکاح تو بہت دور کی بات ہے جو تیار جوڑے ہیں انکے درمیان بھی باطل مذہبی فتوؤں اور رسم ورواج سے رکاوٹ ڈال دی گئی ہے۔جنسی بے راہ روی کی وجوہات کو دور کئے بغیر اپنا معاشرہ کبھی تزکیہ اور پاکیزگی کی طرف نہیں آسکتا ہے۔خوش نما لمبی لمبی تقریروں کے بجائے قرآنی آیات پر عمل کرنے سے ہی ہمارے معاشرے میں تزکیہ اور پاکیزگی کا ماحول بن سکتا ہے۔دعوت گناہ کے بجائے قرآنی احکام کو زندہ کیا جائے۔

یاایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ و اتقوا اللہ ربکم لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃٍ و تلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً (الطلاق: 1) اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انکو عدت کیلئے طلاق دو اور شمار کرو عدت کو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ انکو نہ نکالو انکے گھروں سے اور نہ وہ خود نکلیں مگر جب کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کے حدود ہیں اور جو اللہ کے حدود سے تجاوز کرے تو اس نے اپنے نفس کے ساتھ ظلم کیا تمہیں خبر نہیں شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد (موافقت کی) کوئی نئی صورت پیدا کردے۔

فاذا بلغن اجلھن فامسکوھن بمعروفٍ او فارقوھن بمعروفٍ و اشھدوا ذوی عدلٍ منکم و اقیموا الشھادۃ للہ ذلکم یوعظ بہ من کان یؤمن باللہ و الیوم الأخر ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً (الطلاق: 2) اور جب پہنچیں وہ اپنی عدت کو تو معروف طریقے سے رکھ لو یا معروف طریقے سے الگ کردو۔ اور گواہ بنادو اپنے میں سے دو انصاف والوں کو اور گواہی دو اللہ کیلئے۔ یہی ہے جس کے ذریعے سے نصیحت کی جاتی ہے اس کو جو ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت کے دن پر اور جو اللہ سے ڈرا تو وہ اس کیلئے نکلنے کا راستہ بنادیگا۔

طہر	حیض	طہر	حیض	طہر	حیض

طلاق کا لفظ عورت کو چھوڑنے کیلئے بھی آتا ہے، نبی ﷺ نے فتح مکہ پر فرمایا: **لاتثریب علیکم الیوم انتم طلقاء** ’’آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں، تم آزاد ہو‘‘۔ علماء کے دل ودماغ میں موجود طلاق کی کارخانۂ قدرت میں گنجائش نہیں۔ فقہاء کی اختراعات نے انسانی فطرت کی تمام ذہنی اور قلبی صلاحیتوں کو ملیامیٹ کردیا، قرآن وسنت میں اسکا تصور تک نہیں۔ اللہ نے بار بار اس ذہنیت کی کھلے الفاظ میں نفی کی ہے، کوئی عالم دین سورۂ طلاق کا سلیس ترجمہ نہیں کرسکتا۔ اللہ نے فرمایا کہ ’’اے نبی! جب تم لوگ عورتوں کو چھوڑنا چاہو تو انکو انکی عدت کیلئے چھوڑ دو، عدت کو گن کر اسکے وقت کا احاطہ کرلو اور اس دوران انہیں انکے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ کھلی فحاشی کا ارتکاب کریں، ہوسکتا ہے کہ اسکے بعد اللہ کوئی نئی راہ کھول دے۔ عدت پوری ہو تو معروف رجوع کرلو یا معرف طرح سے الگ کرلو اور اس پر دو عادل گواہ بھی بنالو، گواہی اللہ کیلئے دو، جس اللہ سے ڈرا، اس کیلئے راہ بنادیگا‘‘۔ کسی زباں میں ترجمہ ہو تو ہر شخص سورۂ طلاق کی آیات کو سمجھ کر اتفاق کریگا۔

علماء کی موشگافیوں سے سورۂ طلاق کا ترجمہ ومفہوم سمجھنا ممکن نہیں۔ اللہ کہتا ہے کہ عدت کیلئے طلاق دو، علماء کہتے ہیں کہ ’’طلاق کا لفظ زبان سے نکلا تو اسکی ملکیت ہمیشہ کیلئے ختم ہے، عدت کیلئے طلاق کا تصور خام خیالی ہے، حقیقت نہیں۔ عورت کی عدت پاکی کے ایام نہیں بلکہ حیض ہے‘‘۔ اللہ نے فرمایا: **طلقوھن لعدتھن** ’’انکو چھوڑ دو، انکی عدت کیلئے‘‘۔ کیا حیض کیلئے چھوڑنا طلاق ہے؟۔ حیض میں تو مقاربت منع ہے۔ علماء سے بات نہ بنی تو لکھ دیا کہ ’’ایک عدت الرجال ہے، ایک عدت النساء ہے، حیض کے ایام عورت اور طہر کے ایام شوہر کی عدت ہے‘‘ مگر مسئلہ حل نہ ہوا، اسلئے کہ اللہ نے عورتوں کی عدت کیلئے طلاق کا حکم دیا۔ علماء پر قرآن کی تفسیر وسعت کے باوجود تنگ ہوئی تو کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی مانند لکھ دیا کہ ’’عورتوں کو حیض کیلئے طلاق دو، کے معنیٰ یہ ہیں کہ حیض سے ذرا پہلے طلاق دو‘‘ (مشہور دیوبندی تفسیر عثمانی، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

بریلوی مکتبۂ فکر کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ نے لکھا کہ ’’ہوسکتا ہے کہ اللہ کوئی نیا حکم نازل کردے‘‘۔ کیا واقعی ایسا ہے کہ اللہ نے نئے حکم نازل کرنے کیلئے عدت کیلئے طلاق کا حکم دیا؟ یا اسلئے کہ موافقت کی راہ ہموار کردے؟۔ اگر بقول علامہ شبیر عثمانیؒ حیض سے ذرا پہلے عدت الرجال میں عدت النساء کیلئے تین مرتبہ کے مراحل میں طلاق دی تو کیا ہوگا؟۔

عدت کے اندر تین مرتبہ طلاق کی تکمیل ہوگئی تو علماء کے نزدیک رجوع کا دروازہ بند ہے۔ جبکہ اللہ کھلے الفاظ میں یہ جھوٹ قرار دیتا ہے، فرمایا: ''جب تم طلاق دے چکو اوران کی عدت مکمل ہوچکی تو معروف طریقہ سے رجوع کرلو یا معروف طریقے سے الگ کرلو''۔ مسلمان حیران ہے کہ کیا تین مراحل میں الگ الگ مرتبہ تین طلاقوں کی تکمیل کے بعد رجوع کی گنجائش اللہ نے رکھی ہے؟۔ تو یہ پہلی مرتبہ اللہ نے تھوڑا ہی فرمایا، قرآن کی آیات کو دیکھو! بار بار اللہ نے عدت کی تکمیل کے بعد رجوع کی وضاحت فرمائی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی ایسی حدیث ہے، جس میں نبی ﷺ نے بھی سورۂ طلاق کی آیات کی وضاحت کو اس طرح سے کھل کر بیان فرمایا ہو۔ جواب یہ ہے کہ ہاں، بالکل!، حضرت رکانہؓ کے والدؓ نے حضرت رکانہؓ کی والدہؓ کو اس طرح سے تین طلاق عدت کے دوران دی تھیں۔ پھر اس نے کسی اور خاتون سے شادی کرلی۔ دوسری خاتون نے شکایت کی یہ نامرد ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ رکانہؓ کے والد سے اس کا بچہ کتنا مشابہ ہے۔ پھر نبی ﷺ نے اس عورت کو طلاق (چھوڑنے) کا حکم دیا اور فرمایا کہ رکانہؓ کی ماں سے رجوع کرلو۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو اس کو تین طلاق دے چکا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے اور آپ ﷺ نے سورۂ طلاق کی آیت تلاوت فرمائی۔ ابوداؤد۔ عورت کشتی جلا کر شوہر کے گھر میں آتی ہے۔ گھربار، بچے اور شوہر اسکا سہارا اور آسرا ہوتے ہیں اسلئے اللہ نے عورت کا حق محفوظ کیا مگر مخاطب شوہر کو بنایا کہ اگر بیوی کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا تو معروف طریقے سے چھوڑ دو، تمام حقوق وفرائض سے سبکدوش ہوجاؤ، میاں بیوی اور بچوں کا گھر ایک ہوتا ہے۔ خلع میں عورت کو گھر چھوڑنا پڑتا ہے اور طلاق کی صورت میں گھر کی نسبت بیوی کی طرف کی گئی ہے۔ شوہر بیوی کو چھوڑ کر دوسری سے شادی کرنا چاہتا ہے تو جو کچھ بھی بیوی کو دیا ہو، چاہے خزانے ہوں، کوئی چیز بھی واپس نہیں لے سکتا۔ دس بچے جنوا کر سسرال بھیجنا کس قانون میں جائز ہے؟۔ ایک شخص کے 5، 10 بچے ہیں اور اس نے سورۂ طلاق کی ہدایت کے مطابق مرحلہ وار تین طلاقیں دیں۔ عدت کی تکمیل تک فیصلے پر قائم ہے۔ دو عادل گواہ مقرر کرکے حتمی فیصلہ کرلیا۔ وہ گھر بچوں اور سابقہ بیوی کیلئے چھوڑ دیا۔ عادل گواہوں کا یہ فائدہ ہوگا کہ شوہر ناانصافی نہ کریگا۔ عدت کی تکمیل کے بعد پہلے شوہر سے فارغ ہوگئی تو اس عورت سے کوئی بھی نکاح کرسکے گا۔ اگر طلاق کا معاملہ واضح نہ رہا تو انواع واقسام کی افواہیں اور خبریں گردش کرتی پھریں گی۔ نکاح سے زیادہ طلاق کی عدت کی تکمیل پر گواہ کا تقرر اسلئے قرآن میں بالکل واضح ہے۔ سورۂ طلاق کے مطابق دو عادل گواہ بنانے کے بعد اگر پھر بھی مولوی سے ڈرنے کے بجائے انسان اللہ سے ڈرا تو اس کیلئے رجوع کی راہ ہموار کردیگا۔ سورۂ طلاق کی وضاحت کو بار بار دیکھ لیجئے۔ یہ اہم معاشرتی مسئلہ ہے۔

ہفت روزہ اخبار جہاں جنگ میں 40 سال سے زیادہ عرصہ تک قرآن وسنت کی روشنی میں ایک ساتھ تین طلاق کے فتوٰی دینے والے مفتی حسام اللہ شریفی مشیر سپریم اپلٹ بینچ وشریعت کورٹ پاکستان، رکن رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے الحمدللہ کہ حق کا اعلان کرکے علماء حق کی ارواح مقدسہ کو سرخرو کردیا، اور بہت سارے دیگر علماء کرام ومفتیانِ عظام کی رائے بھی بدلی۔ دارلعلوم کراچی نے بعض علماء پر دباؤ ڈالا کہ طلاق کے مسئلہ پر حمایت نہ کریں مگر یہ نہیں چلے گا۔ عوام کی عزتوں کو اسلام کے نام پر ناجائز لوٹنے کا سلسلہ جاری ہے تو ہماری طرف سے ضربوں کا سلسلہ جاری رکھنا ایک فریضہ ہے۔ سید عتیق الرحمٰن گیلانی

انقلابی غزل

رہا اب نہ کوئی دشمن شعور کا　　قریب آ گیا ہے جشن ظہور کا
شوخ قلم سے آباد علم کی دنیا　　چراغ راہ ہے درشن سطور کا
یہ دور ہے ابراہیم کی تلاش میں　　اَبد آباد رہا تختہ دھڑن جمہور کا
دنیا کو مہدیؑ برحق کی ضرورت　　کعبے کو انتظار بت شکن حضورؐ کا
ایوان اصطبل کابینہ نمائشی چپل　　تکتے ہیں یہ فرشتے جوبن حور کا
سوئٹزر لینڈ آسٹریلیا پانامہ　　کوئی تو پکڑ لے غبن دُور کا
لکھا موسیٰؑ سے مارکس تک افسانہ　　روس نے کھینچ لیا کفن مزدور کا
زندہ حقیقت نبیؐ کی ختم نبوت　　ملحد نہ مؤمن کو جتن طور کا
دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضاء برحق مگر　　انا الحق دار و رسن منصور کا
انجیل تحریف سے محفوظ نہ تورات　　یہود نے پھاڑ دیا اچکن زبور کا
خاموشی ہے فقیہِ شہر کی شکست　　قرآن کو بنادیا بانکپن منشور کا
علماء سوء کا خیر سے کیا واسطہ　　پر خیرات چاہیے چکن تندور کا
ذہن خراب تھا نیت بھی کھوٹی　　ضربِ حق سے ٹوٹا چلمن فتور کا
انتظار کرتے کرتے صدیاں بیتیں　　آشکار ہوتے ہوتے مسکن مستور کا
اک فقیر بے نوا کے ہاتھوں　　ٹوٹا پہاڑ جتنا گردن غرور کا
علم آیا بوجہل کے مدِ مقابل　　ظلمت سے نہ ہوگا گرہن نور کا
ناچ نہ جانے اور کولہا ہلائے　　نغمہ گائے ٹیڑھا آنگن دستور کا
ظلم جبر رشوت قتل اغواء　　پاکستان آزاد یا وطن مجبور کا؟
اقتدار کی بیڑی کو سمجھ لیا پازیب　　موج مستی چھن چھن فجور کا
تا وقت ریاست بن نہ جائے لونڈی　　فوج گھنٹہ، ٹن ٹن صدور کا
شرق تا غرب لگا ہے اک تماشہ　　امریکہ رہبر کوہ و دمن مفرور کا
اللہ کے احکام سے ہوگا ضرور روشن　　سیاہ رات کی مانند قرن دیجور کا
اک رات آئے گی ندائے غیب　　تم مرچکے ہو نہ یہ زمن صور کا
ہوش میں آؤ نالۂ اقبالؒ سے سہی!　　دنیا کو سمجھ لیا قدغن نشور کا
عتیق کو شکوہ نہیں کہ جلا ڈالا　　دیوثوں نے نشیمن غیور کا

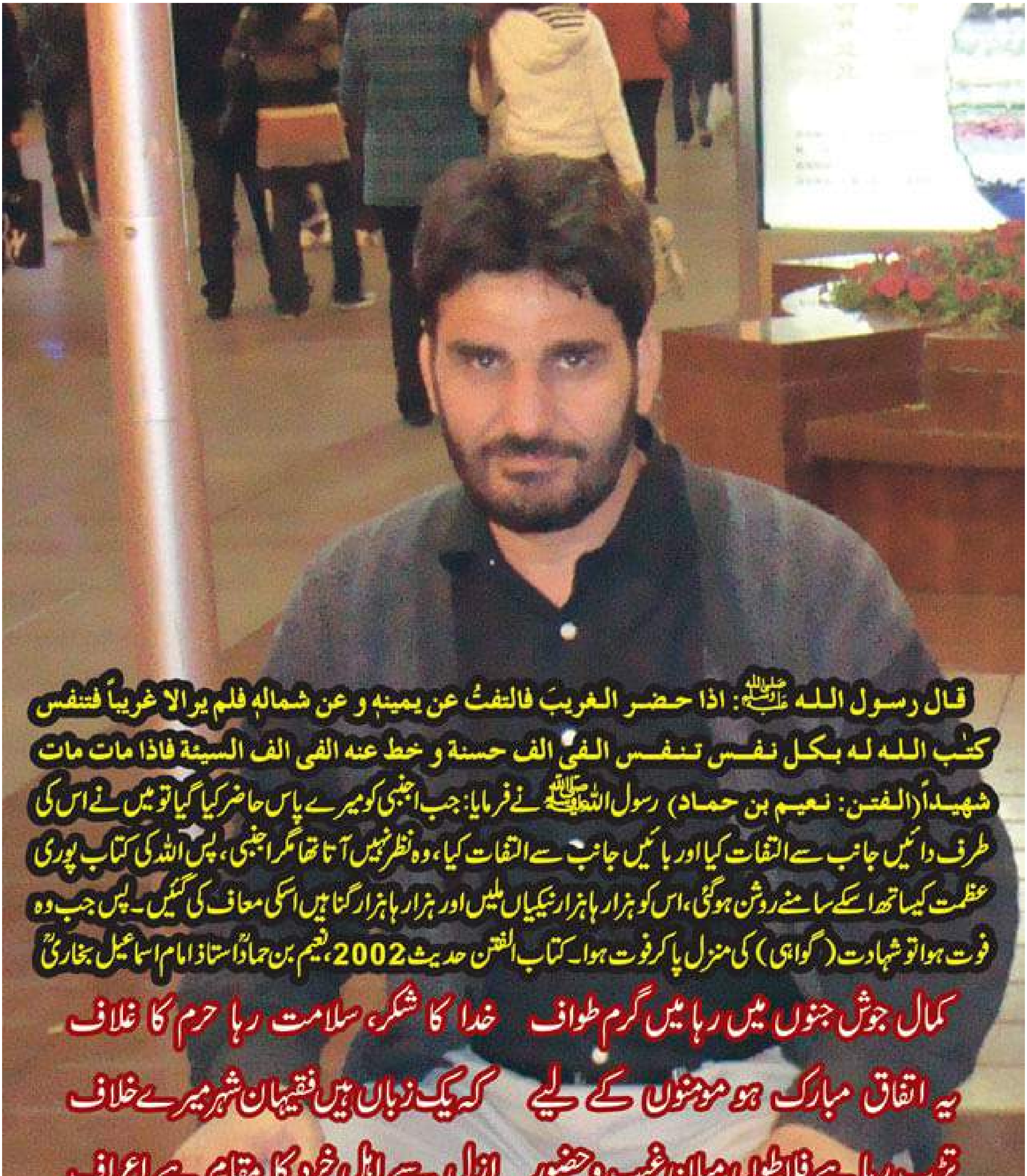
قال رسول اللہ ﷺ: اذا حضر الغریبَ فالتفتُ عن یمینہٖ و عن شمالہٖ فلم یرالا غریباً فتنفس
کتُب اللہ لہ بکل نفس تنفس الفی الف حسنۃ و خط عنہ الفی الف السیئۃ فاذا مات مات
شہیداً(الفتن: نعیم بن حماد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اجنبی کو میرے پاس حاضر کیا گیا تو میں نے اس کی
طرف دائیں جانب سے التفات کیا اور بائیں جانب سے التفات کیا، وہ نظر نہیں آتا تھا مگر اجنبی، پس اللہ کی کتاب پوری
عظمت کیساتھ اسکے سامنے روشن ہوگئی، اس کو ہزار ہا ہزار نیکیاں ملیں اور ہزار ہا ہزار گناہیں اسکی معاف کی گئیں۔ پس جب وہ
فوت ہوا تو شہادت (گواہی) کی منزل پا کر فوت ہوا۔ کتاب الفتن حدیث 2002، نعیم بن حمادؒ استاذ امام اسماعیل بخاریؒ
کمال جوش جنوں میں رہا میں گرم طواف خدا کا شکر، سلامت رہا حرم کا غلاف
یہ اتفاق مبارک ہو مومنوں کے لیے کہ یک زباں ہیں فقیہان شہر میرے خلاف
تڑپ رہا ہے فلاطوں میان غیب و حضور ازل سے اہل خرد کا مقام ہے اعراف
ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف
سرور و سوز میں ناپائدار ہے، ورنہ مے فرنگ کا تہ جرعہ بھی نہیں ناصاف
(شاعر مشرق علامہ اقبالؒ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمایا "میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں قرآن اور میری سنت"۔ (موطا مالک)

فرمایا "اسلام کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا یہ پھر اسی کی طرف لوٹ جائیگا خوشخبری ہے اجنبیوں کیلئے"
فرمایا "میرے بعد خلفاء ہونگے، پھر انکے بعد امیر ہونگے، پھر انکے بعد بادشاہ ہونگے پھر انکے بعد جابر بادشاہ ہونگے، پھر میرے اہلبیت میں سے ایک شخص نکلے گا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیگا جیسا کہ وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی، انکے بعد قحطانی امیر ہونگے وہ عدل میں ان سے کم نہیں ہونگے" (کنز العمال)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو ایسا اُٹھایا اور میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ بھی قیامت تک پیش ہونے والا ہے جیسے میں اپنی ہتھیلی کی طرف دیکھ رہا ہوں یہ ادوار جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) کیلئے روشن کر دیا جیسا کہ پہلے انبیاء کیلئے آپ ﷺ سے قبل روشن کئے گئے تھے۔ (حدیث نمبر 2، الفتن، نعیم بن حماد)

علم اٹھ جانے سے پہلے علم حاصل کرلو........
تم پر علم کی اتباع لازم ہے... اور تم پر عتیق کی اتباع لازم ہے (سنن دارمی)

رسول ﷺ نے فرمایا جب دو عتیقوں کو اقتدار ملے گا ایک عرب کا عتیق اور دوسرا روم کا توان کے ہاتھوں جنگیں ہونگی (الفتن، نعیم بن حماد، حدیث نمبر 1315، 1350، 1418)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ایسی امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کے اول میں میں ہوں، آخر میں عیسیٰ اور درمیان میں مہدی" (نسائی، ابونعیم، الحاکم ابن عساکر علامات قیامت اور نزول مسیحؑ)

فرمایا "میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں قرآن اور میرے اہلبیت"۔ (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہ دین قائم رہے گا بارہ خلفاء تک ان میں سے ہر ایک پر امت کا اجماع ہوگا اور یہ سب قریش میں سے ہوں گے (ابوداؤد) ابھی تک یہ بارہ خلفاء وجود میں نہیں آئے ہیں جن پر امت کا اجماع ہوا ہو (الحاوی، علامہ جلال الدین سیوطیؒ) لوگوں کا امر باقی رہیگا یہاں تک کہ ان پر بارہ شخص حاکم ہوں یہ سب قریش میں سے ہونگے (متفق علیہ) بخاری ومسلم کی اس حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بھی درج کیا گیا ہے۔ اور اس کی تشریح میں یہ حدیث لکھی گئی ہے کہ "مہدی کے بعد پانچ افراد حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے اور پانچ افراد حسینؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ آخری فرد پھر حسنؓ کی اولاد سے ہوگا۔ یہ بارہ امام سب کے سب عادل، ہادی اور مہدی ہوں گے (مظاہر حق، شرح مشکوٰۃ) امت پر جبر کرنے والے جابرہ حکمران جابر کے بعد مہدی ہوگا، پھر منصور ہوگا، پھر سلام ہوگا، پھر امیر العصب ہوگا ان کے بعد جو کوئی موت پر قدرت رکھتا ہو تو مرجائے اور آپ ﷺ نے فرمایا "جب میرے اہلبیت میں سے پانچواں مرجائے تو ہرج ہی ہرج ہوگا یہاں تک کہ ساتواں فوت ہوجائے۔ پوچھا گیا کہ ہرج کیا ہوتا ہے فرمایا کہ قتل اور یہ اسی طرح جاری رہیگا یہاں تک کہ مہدی کھڑا ہو۔ (الحاوی، ص 63، جلد 2) کتاب دانیال میں ہے کہ تین سفیانی کے مقابلے میں تین مہدی ہوں گے (الحاوی) میرے اہلبیت میں سے وہ بھی ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ نماز پڑھیں گے (الحاوی) مہدی کے بعد گیارہ ایسے مہدی اور آئیں گے جن کو حکومت ملے گی۔ (عصر ظہور، علی الکورانی)

مہدی امیر اول — منصور — سلام — امیر العصب — پانچواں اہلبیت — چھٹا اہلبیت — ساتواں اہلبیت — مہدی دم — نواں اہلبیت — دسواں اہلبیت — گیارہواں اہلبیت — آخری امیر اور عیسیٰ

جبری حکومتوں کا دور — جمہوری 1924ء تاحال
سلطنت عثمانیہ بادشاہت کا دور — 1288ء تا 1924ء
امارت کا دور — بنو امیہ وبنو عباس 662ء تا 1258ء
خلافت راشدہ کا دور — تیس سال 632ء تا 662ء
نبوت ورحمت کا دور — مدنی زندگی 622ء تا 632ء

اُٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے — حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق — جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

امام مہدی کی حدیثوں کے بارے میں ترجمان السنۃ کا حاشیہ

"ہوسکتا ہے کہ جو ترتیب ہم نے اپنے ذہن میں قائم رکھی ہے حقیقت اس کے خلاف ہے...... اسلئے یہاں جو قدم اپنی رائے سے اٹھایا جائے اس کو کتاب وسنت کے سر رکھ دینا ایک خطرناک اقدام ہے...... واقعہ کی پوری پوری تفصیل اور پوری پوری ترتیب بیان کرنا رسولؐ کا وظیفہ نہیں یہ ایک مورخ کا وظیفہ ہے۔ رسول آئندہ واقعات کی صرف بقدر ضرورت اطلاع دیتا ہے پھر جب ان کے ظہور کا وقت آتا ہے تو وہ خود اپنی تفصیل کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں (ترجمان السنۃ مولانا بدر عالم مہاجر مدنیؒ)

ترجمان السنۃ کے حاشیہ کے بارے میں

یہ حاشیہ مفتی نظام الدین شامزئی نے اپنی کتاب "عقیدۂ ظہور مہدی" میں نقل کیا ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے کتاب کی تقریظات میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مفتی محمد تقی عثمانی نے خاص طور پر تائید کی ہے۔ اگر کچھ ہو تو مہدی کے بارے میں احادیث کا نقشہ بفضل تعالیٰ پوری تفصیل کے ساتھ کتب احادیث میں موجود ہے